تنظیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

07

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

13 تا 19 رجب المرجب 1443ھ / 15 تا 21 فروری 2022ء

ترقیٔ معکوس

قرآن حکیم نے مسلمانوں کو ''اُمتِ وسط'' کا لقب عطا فرمایا مگر ہماری بدقسمتی کا یہ عالم ہے کہ دنیا کی دوسری اقوام اپنے اوپر بین الاقوامیت کا لیبل چڑھا رہی ہیں اور ہم مسلمان زینہ بہ زینہ نیچے اترتے ہوئے لسانی، صوبائی، قومیتی، علاقائی اور مسلکی دائروں میں سمٹتے جا رہے ہیں۔ قرونِ اولیٰ میں فارس کے سلمان ؓ، حبش کے بلال ؓ، روم کے صہیب ؓ، قرن کے اویس ؒ، بسطام کے بایزید ؒ، بغداد کے جنید ؒ، ہجویر کے سید علی ؒ، اجمیر کے خواجہ معین الدین ؒ اس امت کے دامن میں جذب ہوتے چلے گئے۔ نہ براعظم کا اختلاف آڑے آیا، نہ علاقے کا فرق محسوس ہوا، نہ رنگ رکاوٹ بنے اور نہ نسلیں دیوار ٹھہریں، لیکن اب نوبت بایں جا رسید کہ ہم اپنے بھائی بندوں کو وارننگ دیتے نظر آتے ہیں کہ تم لاکھ ہمارا بننے کی کوشش کرو، تم ہمارے نہیں ہو اور ہم تمہیں اپنا نہیں مانتے۔ کیوں؟ اس لیے کہ تم سندھی ہو یا پنجابی ہو، تم مہاجر نہیں کہلاتے یا پختون بن کر نہیں رہتے، تم بلوچ ہو یا سرائیکی ہو۔ ہم تمہیں قبول کریں گے جب تم اپنا سنی، شیعہ، مقلد، غیر مقلد ہونا ثابت کرو گے۔ اسے کہتے ہیں ''رجعت قہقری'' یا ''ترقیٔ معکوس''۔ اسلام نے قبائلی عہد سے آغاز کیا اور اپنے پیروکاروں کو بین الاقوامی سرحد پر پہنچا دیا اور مسلمان (الا ماشاء اللہ) شاہراہ کو چھوڑ کر پگڈنڈیوں تک آ گئے ہیں۔ یہ سب کیا دھرا ہے ادھوری سوچ، بانجھ فکر، لولی لنگڑی سیاست اور دم کٹی ذہنیت کا جس نے بونوں، ٹھگنوں اور بالشتیوں کو حادثاتی طور پر سیاسی چسکا لگا دیا ہے۔ اب وہ خود تو اونچا اور بڑا بننے سے رہے، البتہ عوام کے ٹخنے اور ایڑیاں پکڑ کر انہیں نیچا کرنے اور چھوٹا بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔

وحدتِ ملی
خورشید احمد گیلانی

اس شمارے میں

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل
پاکستانی معیشت .... (انسدادِ سود کی جدوجہد 4)

مترفین کا انجام اور ہم

دہشت گردی کی نئی لہر اور ....

حضرت اُمِ ورقہ ؓ (54)

جرأت کردار

غصہ پی جانے کی عظمت اور ....

الھدیٰ (973)

نظامِ کائنات اور رات و دن کا بدلنا

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ الفُرقان | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 61 ، 62

تَبٰرَكَ الَّذِیۡ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوۡجًا وَّ جَعَلَ فِیۡهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیۡرًا ﴿۶۱﴾ وَ هُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الَّیۡلَ وَ النَّهَارَ خِلۡفَةً لِّمَنۡ اَرَادَ اَنۡ یَّذَّكَّرَ اَوۡ اَرَادَ شُكُوۡرًا ﴿۶۲﴾

سورۃ الفرقان کے آخری رکوع کی جن آیات کا مطالعہ اب ہم کرنے چلے ہیں (منتخب نصاب کے تیسرے حصّے کا دوسرا درس ان آیات کے حوالے سے ہے) ان میں بندۂ مؤمن کی تعمیر شدہ (mature) شخصیت وسیرت کے خصائص اور خدوخال کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ لیکن اس موضوع کو شروع کرنے سے پہلے رکوع کی ابتدائی دو آیات میں ایمان کے بارے میں قرآن حکیم کے فطری استدلال کا خلاصہ بیان ہوا ہے:

آیت ۶۱ ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیۡ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوۡجًا وَّ جَعَلَ فِیۡهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیۡرًا ﴿۶۱﴾﴾ ”بہت بابرکت ہے وہ ذات جس نے آسمان میں بُرج بنائے اور اس میں رکھ دیا ایک چراغ اور ایک روشن چاند۔“

یہاں سورج کے لیے ”سراج“ یعنی چراغ کا لفظ استعمال ہوا ہے اور چاند کو روشن بتایا گیا ہے۔ اس سلسلے میں اب تک یہ حقیقت انسان کے علم میں آچکی ہے کہ سورج کے اندر جلنے یا تحریق (combustion) کا عمل جاری ہے‘ جس کی وجہ سے وہ روشنی کے ساتھ ساتھ حرارت کا منبع بھی ہے‘ جبکہ چاند محض سورج کی روشنی کے انعطاف (reflection) کی وجہ سے روشن نظر آتا ہے اور اس میں کسی قسم کا عملِ تحریق نہیں پایا جاتا۔ اس کی سطح ہماری زمین کی سطح سے ملتی جلتی ہے۔ اب تو انسان خود چاند کی سطح کا عملی طور پر مشاہدہ بھی کر چکا ہے۔

آیت ۶۲ ﴿وَ هُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الَّیۡلَ وَ النَّهَارَ خِلۡفَةً لِّمَنۡ اَرَادَ اَنۡ یَّذَّكَّرَ اَوۡ اَرَادَ شُكُوۡرًا ﴿۶۲﴾﴾ ”اور وہی ہے جس نے دن اور رات کو بنا دیا ہے ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا‘ اُس کے لیے جو نصیحت حاصل کرنا چاہے یا شکر گزار بننا چاہے۔“

دن‘ رات اور ان کا اُلٹ پھیر آیاتِ الٰہیہ میں سے ہیں اور آیاتِ الٰہیہ پر غور کرنے سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذات‘ اس کے علم اور اس کی قدرت و حکمت کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ پھر جب انسان اللہ کی نعمتوں پر اُس کا شکر ادا کرتا ہے تو اسے کائنات کا ذرّہ ذرّہ اللہ کی توحید‘ اس کی صنّاعی اور اس کی قدرت پر دلالت کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

فرمانِ نبویؐ

آگ کا عذاب

عَنْ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى حُجْزَتِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى تَرْقُوَتِهِ)) (رواہ المسلم)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(قیامت کے دن) اہل دوزخ میں سے بعض کو ٹخنوں تک آگ جلائے گی اور بعض کو گھٹنوں تک اور بعض کو کمر تک اور بعض کو ہنسلی کی ہڈی تک۔“

تشریح: اس حدیث میں قیامت کے دن سے اور دوزخ کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضاحت فرمارہے ہیں کہ قیامت کے دن کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے ٹخنوں، گھٹنوں اور کمر تک آگ پہنچ رہی ہوگی اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کی گردن تک آگ پہنچ رہی ہوگی۔ چنانچہ عذاب کے لحاظ سے لوگ ایک دوسرے سے متفاوت ہوں گے اور ان کے مابین یہ تفاوت دنیا میں ان کے اعمال کے لحاظ سے ہوگا۔ ہم اللہ سے عافیت کے طلب گار ہیں۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیمِ اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

13 تا 19 رجب المرجب 1443ھ جلد 31
15 تا 21 فروری 2022ء شمارہ 07

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دار الاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا' یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل (قسط:16)

پاکستانی معیشت کے خدوخال (انسدادِ سود کی جدوجہد-4)

یہ تحریر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے ناظم اعلیٰ حافظ عاطف وحید صاحب، جو مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے شعبہ تحقیق کے انچارج اور تنظیم اسلامی کے سینئر رفیق بھی ہیں، کے ایک حالیہ انٹرویو سے ماخوذ ہے۔ حافظ عاطف وحید 2014ء سے مختلف عدالتوں میں سود کے خلاف کیس میں تنظیم اسلامی کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنھیں اِس منکر اعظم کے خلاف جدوجہد پر اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین! مرکزی شعبہ نشرواشاعت نے حافظ عاطف وحید صاحب کا یہ انٹرویو 2 فروری 2022ء کو ریکارڈ کیا تا کہ قارئین کے سامنے ربا کے خلاف جدوجہد کے حوالے سے تنظیم اسلامی کا کردار بھی واضح ہو کر سامنے آجائے اور قارئین جان لیں کہ سود نے پاکستان کی معیشت کو کس طرح تباہ و برباد کیا، حقیقت یہ ہے کہ ربا پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل کی جڑ اور بنیاد ہے۔

(گزشتہ سے پیوستہ) جب 2013ء میں ربا کے خلاف تنظیم اسلامی کی اپیل فیڈرل شریعت کورٹ میں admit ہوئی تو اس میں جماعت اسلامی کے لوگ بھی آ گئے۔ اس لیے کہ اس وقت عدالت کی جانب سے اوپن دعوت دی گئی کہ جو شخص بھی اس کیس میں کورٹ کو assist کرنا چاہے وہ اپنے آپ کو ایک پٹیشنر کے طور پر شامل کروا سکتا ہے۔ اسلام آباد کے کچھ لوگ بھی اس میں شامل ہوئے۔ عدالت کی جانب سے جو 14 سوالات دیے گئے تھے، ان کے جوابات تنظیم اسلامی نے جمع کروا دیے۔ اس کے بعد اکا دکا سماعتیں ہوئیں جن کے نتیجے میں کورٹ یہ فیصلہ کرنے کی کوشش کرتی رہی کہ آیا ہم نے ''ربا کی تعریف'' سے سٹارٹ کرنا ہے اور پھر آگے بڑھنا ہے یا پھر پچھلے فیصلے میں ہونے والی ریمانڈ ججمنٹ کے contentions کو ایڈریس کرنا ہے۔ اس میں سب سے اہم Contention یہ تھی کہ کیا یہ کورٹ اس کیس کو سننے کی اہل بھی ہے یا نہیں ہے۔ اس پر ابتدا میں قیصر امام صاحب نے بڑے اچھے دلائل دیے لیکن درمیان میں پھر کچھ اور طرف کیس چلنا شروع ہو گیا۔ پھر 2014ء سے لے کر

2018ء تک سماعت میں طویل دورانیہ کے وقفے آنا شروع ہو گئے ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کبھی کوئی چیف جسٹس ریٹائر ہو جاتا اور پھر نیا بنچ بننے میں وقت لگ جاتا، پھر جب سماعت شروع ہوتی تو پتا چلتا کہ بنچ کے کسی اور ممبر کی ریٹائرمنٹ قریب آ گئی ہے ۔ اب تک کم ازکم تین مرتبہ یہ بینچ ٹوٹ کے بنا ہے ۔ آخری بینچ مئی 2020ء میں بنا ہے جس میں ڈاکٹر انور شاہ شامل ہوئے ، جس کے مسکن زئی صاحب چیف ہیں ۔ اس تین رکنی بنچ کے ذریعے گویا جو کم ازکم requirments ہوتی ہیں وہ پوری کی گئیں ہیں ۔ آئین کی اصل سپرٹ کے مطابق یہ بنچ ابھی پورا نہیں ہے ۔

اس آخری بنچ میں گزشتہ ساری بحثیں اوپن ہیں ۔ jurisdiction کے مسئلے کو انہوں نے سب سے پہلے لیا ہے ۔ اس لیے کہ اس پر ریمانڈ ججمنٹ میں بھی comments موجود تھے اور ہوسکتا ہے کہ انہیں بھی آسانی کا معاملہ نظر آ رہا ہو کہ اگر ہماری jurisdiction میں نہ آتا ہو تو ہم آسانی سے یہ معاملہ ہائرکورٹ کی طرف بھیج سکتے ہیں ۔ تنظیم اسلامی کی طرف سے قیصر امام صاحب نے jurisdiction کے حوالے سے بہت اچھی بحثیں کیں ۔ 2019ء میں انور منصور اٹارنی جنرل تھے انہوں نے واضح انداز میں تمام دلائل کے ساتھ یہ موقف اختیار کیا کہ یہ معاملہ فیڈرل شریعت کورٹ کی jurisdiction میں آتا ہے ۔ لہٰذا ہم آپ کی jurisdiction کو چیلنج نہیں کرتے ۔ اس وقت سارے صوبوں کے اٹارنیز آئے ہوئے تھے ، انہوں نے بھی یہی موقف اختیار کیا ۔ صرف سٹیٹ بینک کے وکیل سلمان اکرم راجہ نے کہا کہ ہم اس jurisdiction کو تسلیم نہیں کرتے ۔ انہیں کہا گیا کہ آپ تحریری دلائل بھی دیں ۔ انہوں نے بہت سارا وقت لے کر اپنے تحریری دلائل بھی دے دیے ۔ جب ان کے دلائل مکمل ہوئے اور ہم نے ان کا کاؤنٹر کرنے کی کوشش کی تو نئے اٹارنی جنرل خالد جاوید کی طرف سے موقف سامنے آ گیا کہ ہم اس jurisdiction کو تسلیم نہیں کرتے ۔ ہم نے اعتراض اُٹھایا کہ حکومت کے پہلے اٹارنی جنرل تو jurisdiction تسلیم کر چکے ہیں اب حکومت اپنے موقف سے کیوں پھر رہی ہے ۔ چنانچہ کورٹ نے اس مصلحت کے تحت نئے اٹارنی جنرل کو بھی اپنا موقف پیش کرنے کی اجازت دے دی کہ بعد میں کوئی اعتراض نہ اٹھے ۔ لیکن نئے اٹارنی جنرل نے نئے دلائل نہیں دیے بلکہ وہ بار بار سلمان اکرم راجہ کو ہی آگے کر رہے ہیں کہ ہمارا موقف وہی ہے جو سلمان اکرم راجہ کا ہے ۔

ان کا موقف یہ ہے کہ چونکہ آئین میں اس کا تذکرہ پرنسپلز آف پالیسی میں آیا ہوا ہے اور پرنسپلز آف پالیسی کوئی justiciable پرنسپل نہیں ہوتے بلکہ یہ گائیڈنگ پرنسپلز ہوتے ہیں ۔ لہٰذا اس کی بنیاد پر کورٹ کسی کو instructions نہیں دے سکتی کہ آپ یہ کریں بلکہ یہ حکومت کا کام ہے کہ وہ ربا کو اپنے طریقے سے ختم کرے اور اس کی جگہ نئی legislation کرے ۔

ان کا دوسرا موقف یہ ہے کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ ربا حلال ہے بلکہ بالفرض ہم مان بھی لیں کہ ربا حرام ہے البتہ جہاں تک بینک انٹرسٹ کا تعلق ہے تو اس حوالے سے ماضی کے عدالتی فیصلوں میں عدالت نے خود ہی اسلامک فنانس کو 'متعارف' کروایا ہے ۔ اس بنیاد پر ہم نے اسلامک فنانس کو پروموٹ کرنے کے لیے بڑی محنت اور کوشش کی ہے ۔ اس کے لیے ڈیپارٹمنٹس بن رہے ہیں ، اسلامک فنانس کے لیے breathing space کو ہم بڑھا رہے ہیں جس کی وجہ سے ہر بنک اپنی اسلامک windows اوپن کر رہا ہے اور بہت سے اسلامک بنکس کو اپنے activities کے لیے لائسنس بھی دیے ہیں اور ہم پورے عالم اسلام میں اس مسئلے میں stand out کرتے ہیں ، کسی جگہ اتنا کام نہیں ہوا جتنا ہم نے کیا ۔ یہ سب آپ کے ہی کہنے پر ہوا ورنہ اسلامک فنانس کی ضرورت کیا تھی ۔ لہٰذا یہ بات کہنا بند کر دیں کہ بنک انٹرسٹ ربا ہے ۔

جہاں تک jurisdiction کا معاملہ ہے تو اس پر جو دلائل سلمان اکرم راجہ نے دیے تھے انہی دلائل کی بنیاد پر اٹارنی جنرل کی طرف سے submission میں ایک تحریر آ گئی تھی لیکن اس پر اٹارنی جنرل کے سائن نہیں تھے ، کسی ڈپٹی کے سائن تھے ۔ تنظیم اسلامی نے اپنی طرف سے اس کا بھی جواب submit کر دیا اور کہا کہ ان پوائنٹس

کی بنیاد پر ان کے آرگومنٹ میں یہ کمزوریاں ہیں اور ان کے آرگومنٹس Valid نہیں ہیں۔ اسی دوران 2020ء میں اسی بینچ نے سات سوالات پر مبنی ایک نیا سوالنامہ بینکوں اور وزارت قانون اور دیگر سرکاری اداروں کو بھیجا ہے۔ اس سوالنامہ میں پوچھا گیا ہے کہ حکومت نے اب تک اسلامی بینکاری میں کتنی پیش رفت کی ہے۔ دوسرا یہ کہ اس کا ٹائم فریم کیا ہونی چاہیے کہ مکمل ٹرانسفارمیشن کی سٹیج کا ہم اندازہ کر سکیں اور پھر پتا چلے کہ اتنے سالوں سے اسلامک بینکنگ پر جو کام ہو رہا ہے اس کا نتیجہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ سرکاری اداروں سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ دوسرے اسلامی ممالک کی رپورٹ بھی عدالت کو دیں کہ انہوں نے اسلامک بینکاری کی طرف کتنی پیش رفت کی ہے۔ اس سوالنامہ کا جواب بار بار سماعت کے سیشنز کے باوجود ابھی تک جمع نہیں کرایا گیا۔ کبھی اٹارنی جنرل کی طرف سے جواب آجاتا ہے کہ ہم اس پر ابھی کام کر رہے ہیں اور کبھی بینکوں کی طرف سے بات آتی ہے کہ ہم ابھی رپورٹ بنا رہے ہیں۔ اس طرح اس معاملے کو التوئ میں ڈالا جا رہا ہے۔

جہاں تک jurisdiction کا مسئلہ ہے تو گمان یہی ہے کہ عدالت نے اس معاملہ پر اپنی تسلی کر لی ہے لیکن اس پر فیصلہ نہیں دے رہی۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ اگر انہوں نے ابھی فیصلہ دے دیا تو کئی دوسرے مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے، فیصلے کے خلاف اپیل ہو جائے گی اور پھر معاملہ کسی اور طرف چلا جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے اس کے دلائل سارے اکٹھے کر لیے ہیں لیکن اپنا فیصلہ محفوظ کر لیا۔ گویا اس وقت جو وفاقی اداروں اور بنکوں کو یہ کہا جا رہا ہے کہ وہ سات سوالوں کے جواب لائیں اور ان کی طرف سے جو دیر ہو رہی ہے اس پر کورٹ بڑی Rapid Succession میں سماعت کی تاریخیں دے رہی ہے تاکہ ان پر پریشر بھی رہے اور حجت قائم ہو جائے کہ ہم نے آپ کو اپنے دلائل دینے کا کتنا موقع دیا ہے۔ اس سے وکلاء کو یہ محسوس ہو رہا ہے کہ کورٹ صحیح ڈائریکشن میں جا رہی ہے اور سیریس ہے۔ (جاری ہے)

ضرورت ہے

مرکزی ناظم نشر و اشاعت ''ندائے خلافت'' میں اپنا تحریر کردہ اداریہ کی معمولی ہک و اضافے کے ساتھ ویڈیو ریکارڈنگ کرواتے تھے۔ اب بڑھتی ہوئی مصروفیت اور بعض دیگر وجوہات کی بناء پر اُن کے لیے یہ ذمہ داری ادا کرنا ممکن نہیں رہا۔ جو رفیق تنظیم یہ ذمہ داری رضاکارانہ طور پر ادا کرنے کی خواہش رکھتا ہو وہ درج ذیل نمبروں پر رابطہ کرے۔

برائے رابطہ: 042-35856304

واٹس ایپ: 0312-7223117

ضرورت آفس اسسٹنٹ
Office Assistant

تنظیم اسلامی کے مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کو ایک Office Assistant کی ضرورت ہے۔

- اُمیدوار کی تعلیمی قابلیت کم از کم FA۔
- اُردو اور انگریزی کمپوزنگ جانتا ہو۔
- اچھی Communication Skills کا حامل ہو۔
- لاہور کے رہائشی کو ترجیح دی جائے گی۔
- مناسب تنخواہ۔ رفیق تنظیم کو ترجیح دی جائے گی۔

قرآن اکیڈمی K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور

برائے رابطہ: 042-35856304

واٹس ایپ: 0312-7223117

مترفین کا انجام اور ہم

(سورۃ الواقعہ کی آیات 41 تا 45 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 28 جنوری 2022ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

آج ہم ان شاء اللہ سورۃ الواقعہ کی آیت 41 سے 45 تک کا مطالعہ کریں گے۔ اس سے قبل ہم نے اسی سورت میں مقربین اور اصحاب یمین کے بارے میں پڑھا اور ان کو جو نعمتیں ملیں گی ان کے بارے میں جانا۔ آج ہم زیر مطالعہ آیات میں تیسرے گروہ یعنی اصحاب الشمال کے بارے میں جانیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کو روز محشر ان کے بائیں ہاتھ میں ان کا اعمال نامہ تھما دیا جائے گا جس کا واضح مطلب یہ ہوگا کہ انہوں نے اپنا ٹھکانہ جہنم کو بنالیا ہے۔ قرآن مجید کا مستقل اسلوب ہے کہ اس میں اہل جنت اور اہل جہنم کا ذکر ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ تربیت کے لیے دونوں اسلوب ضروری ہیں۔ یعنی کسی شے کا شوق پیدا کر کے کسی عمل کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے اور بُرے انجام کا خوف دلا کر کسی بات سے روکنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

جب امتحانات آتے ہیں تو ہم بھی اپنے بچوں کو کبھی ذرا میٹھے انداز میں ترغیب وتشویق دلاتے ہیں اور کبھی ذرا ان کو آنکھیں بھی دکھانا پڑتی ہیں اور اس حوالے سے ہم بڑے فکر مند ہوتے ہیں۔ چنانچہ تمام دوسری سرگرمیوں کو امتحانات کے دنوں میں روک دیا جاتا ہے چاہے وہ ٹی وی ہو، سمارٹ فون کا استعمال ہو، کرکٹ کا معاملہ ہو یا سیر وسیاحت کا معاملہ ہو، حتیٰ کہ ہم اس معاملے میں اتنے حساس ہیں کہ جب شادی بیاہ کے حوالے سے تاریخیں طے کی جاتی ہیں تو یہ ضرور دیکھا جاتا ہے کہ وہ ایام نہ ہوں جن میں بچوں کے امتحانات چل رہے ہیں۔ لیکن ذرا غور کریں گے کہ جس مستقل امتحان سے ہم گزر رہے ہیں اس کے حوالے سے ہم کتنے حساس ہیں؟ حالانکہ اصلاً اس پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اس حوالے سے بھی اللہ تعالیٰ ہماری تربیت کے لیے دونوں اسلوب اپناتا ہے یعنی انعام کی تشویق بھی دلاتا ہے اور سزا کا خوف بھی دلاتا ہے۔ جہنم حق ہے اور جنت بھی حق ہے۔ اکثر مکی سورتوں کا خاص موضوع انذار آخرت ہے، آخرت کے حوالے سے لوگوں کو متنبہ کرنا، لوگوں کو توجہ دلانا ہے تاکہ روز قیامت کی جوابدہی کا احساس پیدا ہو، اس دن کے احتساب کا احساس پیدا ہو۔ دنیا کے احتساب ناکام ہو سکتے ہیں لیکن ربّ کائنات کے ہاں احتساب ناکام نہیں ہوگا۔ روز محشر

مرتب: ابو ابراھیم

ہر ایک اپنے ظاہر و باطن کے ساتھ پیش ہوگا۔ جب لوگوں میں اعمال، کردار اور اخلاق کے اعتبار سے بگاڑ پیدا ہو جائے تو پھر ڈراوے کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے اور یہ ڈراوا قرآن پاک کے آخری دو پاروں میں اور خصوصاً آخری پارے میں بہت زیادہ ہے۔ اس سورت میں بھی جہاں شروع میں اہل جنت کو ملنے والی نعمتوں کا ذکر کے ترغیب وتشویق دلائی گئی وہاں اب جہنمیوں کا ذکر کر کے جہنم کے عذاب سے ڈرایا گیا۔ فرمایا:

﴿وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿٤١﴾﴾

''اور بائیں والے! کیا (ہی برا) حال ہوگا بائیں والوں کا!''

یعنی روز محشر جن کا اعمال نامہ ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ انتہائی بدنصیب ہوں گے اور ان کے لیے سخت عذاب جہنم میں تیار ہوگا۔ فرمایا:

﴿فِیْ سَمُوْمٍ وَّحَمِیْمٍ ﴿٤٢﴾﴾ ''وہ ہوں گے تیز لو اور کھولتے ہوئے پانی میں۔''

جہنم میں آگ ہی آگ ہے لیکن وہاں بھی عذابوں کی مختلف کیفیات ہیں۔ جب دنیا میں بھی شدید گرمی میں تیز لُو چلتی ہے تو لوگوں کا بُرا حال ہو جاتا ہے، ان کو شدید پیاس لگتی ہے۔ تصور کیجئے جہنم کی گرمی اور جھلسا دینے والی لُو کا اور وہاں لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ دنیا میں ایک مرتبہ بندہ جل جائے گا تو ختم ہو جائے گا۔ لیکن جہنم میں ایسا نہیں ہے۔ اللہ رب العالمین کلام فرماتا ہے کہ:

''یقیناً جو لوگ ہماری آیات کا کفر کریں گے ایک وقت آئے گا کہ ہم انہیں آگ میں جھونک دیں گے۔ اور جب بھی ان کی کھالیں جل جائیں گی ہم ان کو دوسری کھالیں بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزا چکھتے رہیں۔'' (النساء:56)

سائنسی حقیقت یہ ہے کہ pain receptors ہمارے جسم کے وہ خلیات ہیں جو درد کو محسوس کرتے ہیں، وہ کھال کے اندر ہوتے ہیں۔ گوشت کے اندر نہیں ہوتے۔ تھائی لینڈ میں قرآن مجید کی اس آیت کے مطابق ریسرچ کی گئی تو مان لیا گیا کہ قرآن برحق ہے۔ الحمد للہ۔ ریسرچ کرنے والا ایمان لے آیا۔ بہرحال قرآن حکیم بتا رہا ہے کہ جہنم کی آگ میں جو لوگ ڈالے جائیں گے، ان کی کھال جب ایک مرتبہ جل جائے گی تو ایسا نہیں کہ معاملہ ختم ہو جائے گا بلکہ ان کی کھالیں بدل دی جائیں گے اور یہ بار بار ہوگا تاکہ وہ عذاب کا مزہ چکھتے رہیں۔

((اللھم اجرنا من النار)) اے اللہ! ہم سب کو آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔ اس مقام پر فرمایا:

﴿فِیْ سَمُوْمٍ وَّحَمِیْمٍ ﴿٤٢﴾﴾ ''وہ ہوں گے تیز لو اور کھولتے ہوئے پانی میں۔''

جہنم کی گرمی، جھلساتی ہوئی تیز لو اور کھولتا ہوا پانی، یہ انجام ہوگا ان نافرمانوں کا جو دنیا میں الکتاب کا انکار

کرنے والے تھے، ہدایت سے منہ موڑنے والے تھے۔ سورۃ الحج میں آتا ہے کہ کھولتا ہوا پانی اوپر سے ڈالا جائے گا اور وہ آنتوں کو کاٹتا ہوا نیچے تک جائے گا لیکن اس کے باوجود موت نہیں آئے گی۔ سورۃ الاعلیٰ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿١٣﴾﴾ ''پھر نہ اس میں وہ مرے گا نہ زندہ رہے گا۔''

استغفر اللہ! آگے فرمایا:

﴿وَظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴿٤٣﴾﴾ (الواقعہ) ''اور کالے دھوئیں کے سائے میں۔''

﴿لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ﴿٤٤﴾﴾ (الواقعہ) ''نہ وہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ ہی سکون بخش۔''

دنیا میں دھوپ لگتی ہے، تپش محسوس ہوتی ہے تو انسان سایہ تلاش کرتا ہے۔ جہنم میں سائے ہوں گے مگر سیاہ اور تکلیف دہ دھوئیں کے ہوں گے، ان میں کوئی راحت نہیں ہوگی، کوئی ٹھنڈک کا معاملہ نہیں ہوگا بلکہ عذاب ہی عذاب ہوگا، کوئی راحت کا امکان نہیں ہوگا۔ اس عذاب میں نہ ہی کوئی وقفہ ہوگا اور نہ کسی دن ان کو چھٹی ملے گی۔ یہ ہیں جہنم کے وہ عذاب جن سے اللہ آج ہمیں ڈرا رہا ہے تاکہ ہم صراط مستقیم پر آ جائیں۔

فلسفیوں کے ہاں ایک فلسفیانہ جہالت ہے کہ بس خدا نے کچھ ڈرایا ہے، جیسے ہم بھی اپنے بچوں کو ڈراتے ہیں ورنہ کوئی عذاب نہیں دے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ایک جہالت جاہل قسم کے صوفیاء میں ہے۔ صوفیاء اچھے بھی گزرے ہیں جو نیک تھے۔ لیکن جاہل صوفیاء کے ہاں بھی یہ تصور ہے کہ بس یہ ڈراوا سا ہے۔ ان سے پوچھا جائے کہ کیا اللہ نے یہ قرآن مذاق میں اُتارا ہے؟ اللہ تعالیٰ تو قرآن میں فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿١٢٢﴾﴾ ''اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنی بات میں سچا ہو سکتا ہے؟'' (النساء)

اسی لیے نبی اکرم ﷺ رات کی تنہائیوں میں جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو اکثر دعا میں یہ الفاظ ہوتے ہیں: ((وجنۃ حق والنار حق)) اے اللہ جنت بھی حق ہے بالفعل موجود ہے اور جہنم بھی حق ہے بالفعل موجود ہے۔

آپ ﷺ کے اذکار میں سات مرتبہ یہ دعا ملتی ہے: ((اللھم اجرنی من النار)) اے اللہ! مجھے آگ سے بچا۔

سات مرتبہ صبح وشام کے اوقات میں آپ ﷺ یہ دعا کرتے تھے۔ حالانکہ آپ ﷺ معصوم ہیں، خطاؤں سے پاک ہیں، بخشے بخشائے ہیں اور ہم ان کی شفاعت کی امید رکھتے ہیں۔ اگر وہ اتنا اہتمام کرتے ہیں جہنم کی آگ سے بچنے کا تو ہم گناہگاروں کو کتنا اہتمام کرنا چاہیے؟

آج ہماری ٹینشنز کی لسٹ میں جہنم سے بچ جانے والی ٹینشن کتنی ہے؟ پہلے بھی ذکر آ چکا ہے کہ امت کی ماں اماں عائشہؓ ایک مرتبہ روئیں، اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: کیوں روتی ہو؟ وہ عرض کرتی ہیں یارسول اللہ ﷺ! جہنم کی آگ کے خوف نے مجھے رلا دیا۔ آج ہماری عورتیں اور مرد بھی روتے ہیں لیکن کس بات پر؟ گھر چھوٹا ہے، گاڑی پرانی ہے، فلاں کے بچے مہنگے سکولوں میں پڑھ رہے ہیں، ہمارے معمولی سکولوں میں پڑھ رہے ہیں یہ آج ہمارے رونے ہیں جبکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے گھرانے کا اصل مسئلہ کیا تھا جس کی سب سے زیادہ ٹینشن تھی؟ صرف آخرت۔ کیا آج ہمارے رونگٹے بھی کھڑے ہوتے ہیں رزمحشر کے خیال سے؟ لہٰذا اللہ ہمیں آج اسی لیے ڈرا رہا ہے کہ ہم کل کے دائمی اور دردناک عذاب سے خود کو بچا لیں، اپنی اصلاح کر لیں۔ آخرت کے حساب کا خوف ہوگا تو بداعمال سے بچیں گے، جہنم کی طرف لے جانے والی حرکتیں چھوڑیں گے۔

یہ ملک ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا لیکن آج یہاں ظلم واستحصال ہے، قبضہ گیری ہے، رشوت ہے، کرپشن ہے، مال حرام کا معاملہ ہے، لوگوں کی جائیدادیں ہڑپ کرنے کا معاملہ ہے، وراثت میں بہن بیٹیوں کو حصہ نہ دینے کا معاملہ ہے، یتیم بچیوں اور بچوں کا مال ہڑپ کر جانے کا معاملہ ہے، لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر ناجائز منافع کمانے کا معاملہ ہے، اقتدار میں آ کر پوری قوم کو لوٹنے کا معاملہ ہے، فرانس کی رپورٹ کے مطابق کرپشن میں ہمارا 124 واں نمبر ہے۔ یہ سب کچھ اس بات کا اشارہ ہے کہ ہمیں یوم الدین پر

پریس ریلیز 11 فروری 2022ء

بھارت کی عدلیہ انتہا پسند ہندوؤں سے خوفزدہ ہو کر دہشت گردوں کی سہولت کار بن گئی ہے

شجاع الدین شیخ

بھارت کی عدلیہ انتہا پسند ہندوؤں سے خوفزدہ ہو کر دہشت گردوں کی سہولت کار بن گئی ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ بھارتی ریاست کرناٹک کی انتظامیہ نے بھارت کے آئین کو پاؤں تلے روندتے ہوئے حجاب کے خلاف احکامات جاری کر کے RSS کے نظریات کو عملی شکل دینے کی کوشش کی۔ توقع تھی کہ بھارتی عدلیہ اپنا فرض منصبی ادا کرتے ہوئے آئین اور قانون کے خلاف ان احکامات کو فوری طور پر منسوخ کرنے کا حکم جاری کرے گی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بھارت کے تمام ریاستی ادارے گہرے مذہبی تعصب کا شکار ہو چکے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ 8 فروری 2022ء کو ایک مسلمان طالبہ کے خلاف ہونے والا شرمناک واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ بھارت کا ہندو اب کسی طور اقلیتوں خاص طور پر مسلمانوں کو برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ انھیں اِس حوالے سے مقامی اور عالمی قوانین کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ حیرت ہے کہ بھارت کو سب سے بڑی سیکولر جمہوریت قرار دینے والی مغربی دنیا اقلیتوں کے ساتھ بھارت کے اِن انتہائی اوچھے ہتھکنڈوں پر بھی خاموش ہے۔ یہ مغرب کا وہ دہرا معیار ہے جس کا وقفہ وقفہ سے اظہار ہوتا رہتا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ امتِ مسلمہ خاص طور پر بھارت کے مسلمانوں کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ عالم کفر اُن کے خلاف متحد ہے اور طاغوتی قوتوں سے انصاف کی اُمید رکھنا خود کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو دنیا میں باعزت طور پر زندہ رہنے کے لیے اسلام دشمنوں کا خود ہی مقابلہ کرنا پڑے گا۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

یقین نہیں ہے۔ تبھی تو یہ حرکتیں ہیں۔ نمازوں میں دہرا کر جائیں اور وقت کا وزیراعظم بھی پڑھے:

﴿اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ﴾ (الفاتحہ) ”ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور ہم صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور چاہتے رہیں گے۔“

اس سے پہلے ہم پڑھتے ہیں:

﴿مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ﴾ (الفاتحہ) ”جزا و سزا کے دن کا مالک ومختار ہے۔“

اور باہر جا کے ہماری حرکتیں وہ ہوتی ہیں جو اللہ کی شریعت کے خلاف ہوں تو ان رویوں پر ہمیں اپنے اندر جھانکنے کی ضرورت ہے۔ بہرحال اگر محاسبہ سامنے نہیں، اگر کل کی جوابدہی کا احساس نہیں تو اعمال میں سارے بگاڑ نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔ آگے فرمایا:

﴿اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَبۡلَ ذٰلِكَ مُتۡرَفِيۡنَ﴾ (الواقعہ) ”یہ لوگ اس سے پہلے (دنیا میں) بڑے خوشحال تھے۔“

مترفین وہ لوگ ہیں جن کو دنیا خوب ملی ہے، دنیا کے وسائل ملے ہیں اور دنیا کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ وہ نفس کے غلام بنے ہوئے ہیں اور جو جی میں آتا ہے کرتے چلے جاتے ہیں چاہے اس میں اللہ کے احکامات کی کتنی ہی خلاف ورزی ہو، چاہے اللہ تعالیٰ کے کتنے ہی حقوق پامال ہوں، چاہے بندوں کے کتنے حقوق پامال ہوں، چاہے بندوں کے ساتھ کس قدر زیادتیاں ہوں لیکن مترفین ذاتی خواہشات کی پیروی میں رب کے احکامات کا مذاق اُڑا رہے ہیں۔ جبکہ جنت کا راستہ قرآن یہ بتاتا ہے:

”اور جو کوئی ڈرتا رہا اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے (کے خیال) سے اور اُس نے روکے رکھا اپنے نفس کو خواہشات سے۔ تو یقیناً اُس کا ٹھکانہ جنت ہی ہے۔“ (النازعات:40،41)

لیکن مترفین معاشرے کی وہ اشرافیہ ہوتی ہے جو دولت کے نشے میں یہ بھول جاتی ہے کہ اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے، جو آج ظلم اور ناانصافیاں کر رہے ہیں ان کا جواب بھی دینا ہے۔ جبکہ اللہ کی کتاب بتاتی ہے:

﴿اِنَّمَاۤ اَمۡوَالُكُمۡ وَاَوۡلَادُكُمۡ فِتۡنَةٌ﴾ (التغابن:15)

”تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے امتحان ہیں۔“

حدیث مبارک میں آیا، نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے: قیامت کے دن بندے کے قدم اس کی جگہ سے ہٹ نہیں سکیں گے جب تک پانچ سوالوں کے جواب نہیں دے گا، جوانی کہاں صرف کی، زندگی کن کاموں میں گزاری، کہاں سے کمایا، کہاں خرچ کیا، جتنا علم عطا کیا گیا اس کے مطابق کتنا عمل کیا۔ یہ ہم سب کی زندگی کے اہم ترین سوالات ہیں۔ مگر آج دجالی تہذیب ہے جس کی اٹھان وحی کے انکار پر ہے اسی کے اثرات ہمارے معاشرے میں بھی نظر آجائیں گے۔ جو ڈریس کوڈ ایک کافر عورت کا ہے آج مسلمان معاشرے میں بھی وہ ڈریس کوڈ نظر آجائے گا۔ الا ماشاء اللہ!

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

ہماری شادی بیاہ اور غیروں کی شادی بیاہ میں کوئی فرق نظر آتا ہے؟ الا ماشاء اللہ! سوائے اس کے کہ وہاں چکر لگا کر پنڈت کچھ پڑھ دیتا ہے اور ہمارے قرآن کی آیات کی تلاوت کروا دیتے ہیں۔ دنیا گلوبل ہوگئی ہے۔ آج ہمارے رویے، ہمارا لائف سٹائل بھی غیروں جیسا ہوگیا ہے۔ بس دنیا مطلوب ومقصود ہے۔ قرآن جنہیں مترفین کہتا ہے وہی لوگ ہیں جو آخرت کو بھول چکے ہیں اور دنیا کے اللے تللوں میں، عیاشیوں میں گم ہیں، غفلت میں مبتلا ہیں۔ حضرت سیدنا علی ؓ فرماتے ہیں: ”لوگو! آج تم سو رہے ہو جب موت آئے گی تب تم جاگو گے۔“

آج اسلام کا صرف دعویٰ ہے، الا ماشاء اللہ اور حرکتیں یہ ہیں تو روز محشر محمد رسول اللہ ﷺ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں احساس عطا فرمائے۔ آج اللہ ایسا فرما رہا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ اس کے تابع رہ کر زندگی بسر کریں تاکہ کل کا لحاظ رکھ کر ہم اپنے اعمال کی اصلاح کی کوشش کریں۔ ایک بندہ مومن دنیا کو عارضی سمجھے اور آخرت کو دائمی سمجھے، حلال میں کمائے جائز میں خرچ کرے کوئی مسئلہ نہیں۔ کوئی بچا کر رکھے گا تو زیادہ سے زیادہ زکوٰۃ واجب ہوگی۔ کوئی مسئلہ نہیں۔ لیکن اگر حلال حرام کی تمیز ختم ہو جائے، اگر یہ سوچ بن جائے کہ جس طرح چاہو مال کو حاصل کرو، جس طرح چاہو اڑا دو، غیروں کے طریقے پر اڑا دو، نمود ونمائش پر اڑا دو، بس اسی میں لگے رہو، مزید سے مزید کی تلاش میں اللہ کا حق فراموش کر دیا جائے، بندوں کی حق تلفی کر دی جائے تو یہ طرز عمل مترفین والا ہے جو کہ بندے کو ناکامی کی طرف لے جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

((لکل امۃ فتنہ و فتنۃ امتی المال)) (مسلم)

مراد یہ ہے کہ ہر امت کی آزمائش کی جاتی ہے۔ ہر امت کا کوئی فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔

ایک اور روایت میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: قریب ہے کہ (گمراہ) قومیں تمہارے خلاف اس طرح یلغار کریں گی جس طرح کھانے والے کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ کسی نے عرض کیا: اس روز ہماری تعداد کم ہونے کی وجہ سے ایسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، بلکہ اس روز تم زیادہ ہو گے، لیکن تم سیلاب کی جھاگ کی طرح ہو گے، اللہ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دل میں وہن ڈال دے گا۔“ کسی نے عرض کیا، اللہ کے رسول وہن کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔“

خلیجی جنگ 1991ء میں ہوئی مسلمانوں کے خلاف تیس ملک اکٹھے ہو گئے، نائن الیون کے بعد افغانستان پر نیٹو کے پچاس ممالک نے چڑھائی کر دی۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سارا عالم کفر 'الکفر ملۃ واحدہ' کی طرح متحد ومنظم کھڑا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اقوام تم پر اس طرح حملہ آور ہوں گی جیسے دسترخوان پر دعوت دی جاتی ہے اور یہ کب ہوگا جب تم میں دنیا کی محبت پیدا ہو جائے گی اور تمہارے اندر بہت سی خرابیاں پیدا ہو جائیں گی۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ آج ہم سب اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم لوگ مرنے کو تیار ہیں؟ کیا آخرت کے لیے ہماری کوئی تیاری ہے؟ اگر نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ حدیث رسول ﷺ آج ہم پر صادق آرہی ہے اور ہمیں اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر، رفیق تنظیم، عمر 33 سال تعلیم ماسٹر کمپیوٹر سائنس، برسر روزگار کو عقد ثانی (پہلی بیوی سے بوجوہ علیحدگی) کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0313-4483195

☆ لاہور میں مقیم ایک علم دوست خاندان کی ہونہار بیٹی، تعلیم BS ایجوکیشن، عمر 23 سال، قد پانچ فٹ ایک انچ کے لیے تعلیم یافتہ، برسرروزگار، نوجوان کا رشتہ مطلوب ہے۔ لاہور کے رہائشی قابل ترجیح۔
برائے رابطہ: 0323-4338411

☆ لاہور کی رہائشی اردو سپیکنگ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 34 سال، Dentist کے لیے پڑھے لکھے دیندار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0333-2911899
0332-2045833

17

حضورِ رسالت _ 9 _ (X)

گریباں چاک و بے فکر رفو زیست
نمی دانم چساں بے آرزو زیست
نصیبِ او ست مرگِ ناتمامے
مسلمانے کہ بے اَللّٰہ ھُو زیست!

ترجمہ اس کا گریبان پھٹ چکا ہے اور وہ اس کو رفو کرنے کی پرواہ کیے بغیر زندہ ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ (غلامی سے آزادی کی) آرزو کے بغیر کیسے زندگی بسر کر رہا ہے۔

اس مسلمان کی قسمت میں نامکمل موت لکھی ہوئی ہے جو اللہ ہو کے بغیر زندگی گزار رہا ہے۔

تشریح اے امت مسلمہ کے کارواں کے امیر ﷺ! آج کا مسلمان 'مسلمانی' کے انداز سے ناواقف ہے، نہ اسے اللہ تعالیٰ سے محبت ہے نہ خود شناسی ہے، نہ خدا شناسی، نہ آپ سے اس کے دل میں کوئی جان لیوا کسک ہے کہ حضرت محمد ﷺ سے رشتہ ٹوٹ گیا تو باقی کیا رہ جائے گا۔ اس کا گریبان چاک ہے دنیاوی لحاظ سے مفلوک الحال ہے اور اس پھٹے گریبان کو سینے سلانے کی فکر سے بھی بے نیاز ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ کسی مقصد حیات اور آرزوئے آزادی کے بغیر کیسے زندہ ہے وہ غلامی پر مطمئن ہے اور ایک حیوان کی زندگی پر قناعت کر گیا ہے مسلمان کی طرح آگے بڑھ کر کسی بلند مقصد اور اپنے پیغمبر ﷺ کے احکام کے مطابق جان دے دینا اس کے وہم وگمان سے برتر ہے۔

ایسا مسلمان انسان کی نہیں، حیوان کی موت مرتا ہے اور مابعد الموت اسے کسی خیر کی توقع ہی نہیں۔ ہر وہ انسان جو اللہ کو یاد کیے بغیر زندگی گزار رہا ہے 'اللہ ہو' کے تذکرے کے بغیر رہ رہا ہے وہ کیسا مسلمان ہے؟

حضورِ رسالت _ 9 _ (XI)

حقِ آں دہ کہ 'مسکین و اسیر' است
فقیر و غیرت او دیر میر است
بروے او درِ مے خانہ بستند
دریں کشور مسلماں تشنہ میر است

ترجمہ اس کا حق عطا کر کیونکہ وہ مفلس بھی ہے اور قیدی بھی (انگریز کا غلام) وہ فقیر ہے (البتہ) اس کی غیرت دیر سے مرنے والی ہے۔ اس کے لیے شراب خانے کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس سلطنت (ہندوستان) میں مسلمان پیاسا مر رہا ہے۔

تشریح آج ___ برطانوی منحوس استعمار میں زندگی گزارنے والا ہر مسلمان ذلت و پستی میں دھکیل دیا گیا ہے اس پر دنیاوی زندگی کی ضروریات اور آسائشوں کے دروازے بند کر دیے گئے ہیں وہ مفلس بھی، قلاش بھی ہے، وسائل رزق سے محروم ہے، مستقبل تاریک ہے اگلی نسلیں بھی غلام رہنے کا اندیشہ ہے یہ مسلمان انگریز کا قیدی ہے جیسے اس نے مسلمان ہو کر کوئی بڑا جرم کر دیا ہو۔ تاہم اس میں اسلامی غیرت موجود ہے جو تادیر قائم رہنے والی ہے۔ پورے ملک میں صرف مسلمانوں پر فارغ البالی اور آسودگی کے دروازے مکمل بند کر دیے گئے ہیں۔ باقی قومیں خوش ہیں اور آزاد ہیں۔ اس شیطانی دور میں مسلمان ہونا اور مسلمان رہنا ایک جرمِ عظیم بن گیا ہے اور اس ملک میں مسلمان وسائل سے محروم رہ کر موت کا انتظار کر رہا ہے۔ یہ برے دن اس ابلیسی اور شیطانی صیہونی مغربی استعمار کے طویل المیعاد منصوبہ بندی کا حصہ ہے اور اس پر یورپی اقوام خوش ہیں۔

علامہ اقبال نے تقریباً پون صدی پہلے فرمایا تھا:

مدرسہ

عصر حاضر ملک الموت ہے تیرا، جس نے
قبض کی روح تری دے کے تجھے فکرِ معاش!
دل لرزتا ہے حریفانہ کشاکش سے ترا
زندگی موت ہے، کھو دیتی ہے جب ذوقِ خراش!
اُس جنوں سے تجھے تعلیم نے بیگانہ کیا
جو یہ کہتا تھا خرد سے کہ بہانے نہ تراش!
فیضِ فطرت نے تجھے دیدۂ شاہیں بخشا
جس میں رکھ دی ہے غلامی نے نگاہِ خفاش
مدرسے نے تری آنکھوں سے چھپایا جن کو
خلوتِ کوہ و بیاباں میں وہ اسرار ہیں فاش!

اے اللہ! یہود، مشرکین (ہنود) اور نصاریٰ (کیتھولک اور پروٹسٹنٹ) کی ایک منحوس اور نامبارک تثلیث ہے جو ابلیس کی سرپرستی میں معرکہ آراء ہیں اور خیر، اسلام، دین محمد ﷺ اور مسلمانوں کے دشمن ہیں اور ان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہتے ہیں تو ہی ہماری مدد فرما۔

اگر پاکستان صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بن جائے تو یہاں عوام کو دینی اور دنیوی دونوں طرح کا فائدہ پہنچے گا: ایوب بیگ مرزا

دہشت گردی کی نئی لہر گریٹ گیم کا حصہ ہے جس کا مقصد سی پیک کے مقاصد کو سبوتاژ کرنا اور چین کا گھیراؤ ہے: رضاء الحق

دشمنوں نے سمجھ لیا ہے کہ پاکستان کو جنگی میدان میں پچھاڑنا مشکل ہے لہٰذا اب انہوں نے ففتھ جنریشن وار اور دہشت گردی کا سہارا لیا ہے: عظمت ممتاز ثاقب

دہشت گردوں کو فنڈنگ پہلے افغانستان میں بھارتی سفارتخانوں سے ہوتی تھی اب یورپ کے تین چار سفارتخانوں سے ہوتی ہے: جنرل (ر) امجد شعیب

میزبان: وسیم احمد

دہشت گردی کی نئی لہر اور ملکی مسائل کا حل کے موضوعات پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: بلوچستان میں دہشت گردی کے واقعات انتہائی تشویشناک ہیں۔ کچھ تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ یہ ٹی ٹی پی کے ساتھ حکومت کے مذاکرات کی ناکامی کا ردعمل ہے۔ آپ کے خیال میں دہشت گردی کی نئی لہر کے محرکات کیا ہے؟

رضاء الحق: اس وقت پاکستان تین سمتوں سے دہشت گردی کا سامنا کر رہا ہے۔ ایک ایران بارڈر سے، دوسرا افغان بارڈر سے، تیسرا بھارت کی طرف سے۔ جب افغانستان میں پاکستان مخالف حکومتیں تھیں تو اس وقت ٹی ٹی پی کو وہاں سے سہولت کاری مل جاتی تھی اور بھارت بھی اس کی پشت پناہی کرتا تھا لیکن ٹی ٹی پی کا زیادہ اثر رسوخ پاک افغان بارڈر ایریا میں ہوتا تھا۔ بلوچستان میں سب سے زیادہ بھارت ملوث تھا جو علیحدگی پسند تنظیموں کی پشت پناہی کرتا تھا۔ حالیہ دہشت گردی کے واقعات جن میں کیچ میں دس فوجی جوان شہید ہوگئے، پھر نوشگی اور پنجگور کا واقعہ ہوا۔ ان واقعات کے پیچھے بڑی پلاننگ معلوم ہوتی ہے کیونکہ بھارت دہشت گردوں کو ٹریننگ اور سہولیات دے رہا ہے۔ اسی طرح پاک ایران بارڈر پر جنداللہ اور دوسرے دہشت گرد عناصر موجود ہیں جو ایران کے خلاف بھی کارروائیاں کرتے ہیں۔ اسی بارڈر سے کلبھوشن یادیو کو بھی پکڑا گیا تھا جب ایران اور بھارت کی دوستی گہری تھی۔ اب پاکستان اور ایران کے بارڈر پر باڑ کا کام کافی حد تک مکمل ہو چکا ہے۔ وزیر داخلہ کی رپورٹ کے مطابق دو سو کلومیٹر کو چھوڑ کر باقی تمام بارڈر پر باڑ لگ چکی ہے۔ پاکستان نے جنداللہ کے لیڈر کو پکڑ کر ایران کے حوالے کیا تو مخالفت سامنے آگئی لیکن اس سے بڑھ کر وہاں پر ایسے ایجنٹس اور سلیپر سیلز موجود ہوتے ہیں جو ایکٹیویٹ کیے جاتے ہیں۔ اس کو گریٹ گیم کے طور پر دیکھیں تو سی پیک کے خلاف اس وقت بہت سارے محاذ موجود ہیں۔ ایران تو اب سی پیک کا حصہ بن چکا ہے اور تقریباً ساڑھے چار سو بلین ڈالر کا پراجیکٹ ایران اور چین مل کر چلا رہے ہیں لیکن انڈیا، امریکہ اور اسرائیل سی پیک کے مخالف ہیں۔ چنانچہ وہ ان ایجنٹس اور سلیپر سیلز کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ حالیہ دہشت گردی کے واقعات میں انڈیا کا رول بڑا کلیئر ہے، دوسرا گلوبل گیم ہے اور پھر ایران کے وہ علاقے جو مکمل طور پر ایران کے کنٹرول میں نہیں ہیں وہاں سے بھی لوگ آکر دہشت گردی میں ملوث ہوتے ہیں اور پھر مقامی سہولت کار بھی موجود ہوتے ہیں۔

سوال: پاکستان کے خارجہ تعلقات اور خارجہ پالیسی میں کافی تبدیلیاں آئی ہیں جس کی وجہ سے پاکستان اور اسلام دشمن طاقتیں پاکستان کے خلاف بہت متحرک ہوگئی ہیں کیا دہشت گردی میں اضافہ کی یہ وجوہات تو نہیں ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: یہ بالکل درست ہے۔ ایک وقت تھا جب ہم امریکی کیمپ میں تھے بلکہ ہم امریکہ کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے۔ سیٹو اور سینٹو کے ممبر تھے۔ جو لوگ یہ طعنہ دیتے تھے کہ پاکستان نے امریکہ کی غلامی کا قلادہ گردن میں پہنا ہوا ہے ایک لحاظ سے درست ہی کہتے تھے۔ پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت امریکہ کے قریب تھی بلکہ عسکری قیادت کے تعلقات امریکہ سے زیادہ تھے۔ روس کے خلاف سرد جنگ میں ہماری سیاسی اور عسکری قیادت نے کھل کر امریکہ کا ساتھ دیا، اس دوران ہماری عسکری قیادت کے تعلقات امریکہ سے گہرے سے گہرے ہوتے گئے، امریکہ بھی پاکستان پر ڈالروں کی بارش کرتا رہا جس سے سیاسی اور عسکری قیادت دونوں نے فائدے اٹھائے۔ چنانچہ پھر امریکہ کافی حد تک آگے بڑھ کر پاکستان کو ڈکٹیٹ کرنے لگا تھا جس کو محسوس کرتے ہوئے بالخصوص ہماری عسکری قیادت آہستہ آہستہ امریکہ سے اس انداز سے دور ہونا شروع ہوئی کہ امریکہ سے دوری بھی اختیار کی جائے لیکن کسی بھی سطح پر امریکہ کو اشتعال نہ دلایا جائے۔ لیکن چونکہ ہم اس قابل تو تھے نہیں کہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر غیر جانبداری کا مظاہرہ کرتے۔ لہٰذا ہمارے لیے ایک ہی راستہ تھا کہ ہم امریکہ سے جان چھڑانے کے لیے چین کی مدد حاصل کریں۔ اب گویا ہم امریکہ کی گود سے نکل کر چین کی گود میں جا چکے ہیں اور اس کی بنیادی وجہ ہماری معاشی کمزوری ہے اور کسی قدر عسکری سطح پر بھی اتنے خود کفیل نہیں ہوئے کہ بغیر کسی سہارے کے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں۔ لہٰذا ہمیں چین کی سرپرستی قبول کرنی پڑی۔ یہ کام پہلے عسکری سطح پر ہوا اور پھر سیاسی سطح پر بھی ہوا۔ امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تھا تو اس وقت مشرف نے ہمارے ہوائی اڈے دیے تھے لیکن کچھ عرصہ پہلے امریکہ نے اڈے مانگے تھے تو ہمارے وزیراعظم نے Absolutely Not کہہ کر صاف انکار کر دیا۔ اسی طرح امریکہ نے عالمی جمہوریت کانفرنس منعقد کی تو پاکستان نے اس میں بھی شرکت کرنے سے انکار کر دیا۔ اب بیجنگ ونٹر اولمپکس منعقد ہو رہے ہیں اور امریکہ نے تمام دنیا کو ڈپلومیٹک طور پر ان کا بائیکاٹ کرنے کو کہا ہے لیکن پاکستان کے

وزیر اعظم اس کی افتتاحی تقریب میں گئے۔ اس کا مطلب واضح ہے کہ پاکستان نے واضح طور پر اعلان کر دیا ہے کہ وہ امریکہ کے کیمپ میں نہیں ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ امریکہ نے اپنے اتحادیوں یعنی انڈیا اور اسرائیل کو پاکستان میں دہشت گردی کرنے کے لیے آگے بڑھایا ہے۔ اسی طرح ایران اگرچہ امریکہ سے دور ہوا ہے اور چین کے قریب آیا ہے لیکن پاکستان کے قریب اتنا نہیں آیا جتنا آنا چاہیے تھا۔ لہٰذا اس بات کا امکان بھی باقی ہے کہ بلوچستان میں دہشت گردی کے واقعات میں ایرانی اسٹیبلشمنٹ یا کم ازکم کچھ تنظیمیں ملوث ہوں۔ یہ حالیہ دہشت گردی کی بنیادی وجوہات ہیں۔

سوال: پاکستان نے حال ہی میں نیشنل سکیورٹی پالیسی کا اعلان کیا ہے۔ کیا یہ پالیسی درست سمت کی طرف ایک قدم ہے اور کیا اس کی وجہ سے پاکستان میں دہشت گردی کا خاتمہ ممکن ہو سکے گا؟

رضاء الحق: نیشنل سکیورٹی پالیسی کا ایک حصہ منظر عام پر لایا گیا ہے جبکہ دوسرا حصہ ابھی تک ظاہر نہیں کیا گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نائن الیون کے بعد پاکستان کو دہشت گردی کا سامنا رہا ہے اور اس کے قلع قمع کے لیے پلاننگ بھی ضروری ہے لیکن چونکہ پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے اس لیے جو بھی پالیسی بنے اس میں نظریۂ پاکستان کو مدنظر رکھا جانا چاہیے۔ اگر ایسا نہیں ہوگا تو لوگوں میں تحفظات پیدا ہوں گے۔ نیشنل سکیورٹی پالیسی میں بہت سی اچھی چیزیں موجود ہیں لیکن اسلام کو بطور سنٹر آف دی پالیسی نہیں رکھا گیا یعنی اسلام کو اس میں مرکزی رول نہیں دیا جا رہا ہے جو کہ پاکستان کے قیام کی بنیاد بھی ہے اور آئین کی بنیاد بھی وہی ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں پالیسی میکرز کی اکثریت سیکولر اور لبرل طبقے سے تعلق رکھتی ہے۔ پالیسی سازی میں تمام سٹیک ہولڈرز کو آن بورڈ لیا جانا چاہیے لیکن ہمارے ہاں مذہبی جماعتوں، مدرسوں اور علماء کو سٹیک ہولڈرز میں شامل نہیں کیا جاتا۔ پھر نیشنل سکیورٹی پالیسی کو سیکرٹ ڈاکومنٹ نہیں رہنا چاہیے، کم ازکم پارلیمنٹ یا عدلیہ کے سامنے تو وہ آنا چاہیے۔ اسی طرح کے سیکرٹ معاملات بعد میں تباہی کا باعث بنتے ہیں۔ جیسے امریکہ میں پیٹریاٹ ایکٹ بعد میں تباہی لے کر آیا۔ لوگوں کے حقوق غصب ہونا شروع ہوگئے۔ یہ بھی شنید ہے کہ وائیلنٹ ایکسٹریمزم یا ریڈیکلائزیشن جیسی اصطلاحات کے ساتھ کاؤنٹر وائیلنٹ ایکسٹریمزم پالیسی بھی لائی جا رہی ہے۔ یہ چیزیں برطانیہ اور امریکہ میں کافی عرصہ پہلے اپنائی جا چکی ہیں۔ ان کے ذریعے مسلمانوں کو ٹارگٹ کیا گیا۔ اس طرح کی پالیسیوں سے یہاں نفرتیں بڑھیں گی۔ نیشنل سکیورٹی پالیسی یا وائیلنٹ extremism کے نام پر کاؤنٹر سٹریٹیجی لائی جا رہی ہے جس میں مدارس، مساجد، علماء کرام کو زیادہ فوکس کیا جائے گا کہ علماء اور مذہبی تنظیمیں کوئی ایسی بات نہ کریں جو سیاسی اسلام کی طرف جاتی ہو۔ یعنی اس پالیسی کا مقصد یہ ہے کہ یہاں ماڈرن اسلام کے اوپر ہی فوکس رہنا چاہیے۔ پالیسی کے تحت اس بات کو تعلیمی نصاب کا بھی حصہ بنایا جائے گا کہ سیاسی اسلام کی بات کرنا وائیلنٹ extremism ہے یا ریڈیکلائزیشن ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں بھی

> سی پیک اور گوادر پورٹ کو امریکہ، بھارت اور خلیجی ریاستوں سمیت کئی قوتیں برداشت نہیں کر رہیں اس صورتحال میں خدشہ ہے کہ دہشت گردی کا دورانیہ طویل ہو سکتا ہے۔

اسلام سے دوری پیدا کرنے والا نظام لایا جا رہا ہے کیونکہ اس کا inner core اسلامک نہیں ہے۔ ہونا یہ چاہیے کہ اس کو اسلامک inner core میں تبدیل کرنے کے لیے سب کو آن بورڈ لیا جائے اور کسی کو مارجنلائز نہ کیا جائے تاکہ قومی یکجہتی ترقی کا باعث بنے اور ملک اسلامی نظام کے فروغ میں کامیاب ہو سکے۔

سوال: پاکستان کے سکیورٹی ادارے حالیہ دہشت گردی کی لہر کو ملک کے لیے کس قدر خطرناک تصور کرتے ہیں؟

جنرل (ر) امجد شعیب: دہشت گردی کے جو واقعات ہو رہے ہیں وہ لازماً ہمارے لیے پریشانی کا باعث ہیں کیونکہ کاروبارِ زندگی پُرامن ماحول میں چلتا ہے۔ جہاں دہشت گردی ہوتی ہے وہاں کاروبار زندگی میں رکاوٹیں آتی ہیں۔ خاص طور پر سی پیک کا منصوبہ ناکام بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس میں عالمی قوتیں ملوث ہیں۔ بھارت پاکستان کی اکانومی کو اچھا ہوتا نہیں دیکھنا چاہتا۔ دوسری طرف امریکہ کی چین کے ساتھ دشمنی ہے جس کی وجہ سے وہ چین کو رستہ نہیں دینا چاہتا۔ پھر گوادر ہے جو کل اگر بہت بڑی تجارتی بندرگاہ بنتی ہے تو خلیجی ریاستوں کے بزنس پر بھی اثر پڑ سکتا ہے لہٰذا وہ بھی اس سے خائف ہیں۔ اس صورتحال میں لگتا یہی ہے کہ دشمنوں کا منصوبہ طویل عرصہ تک ملک کو دہشت گردی میں مبتلا کرنا ہے۔ اگر بلوچ قوم پرستوں کا مسئلہ ہوتا تو اس کا بہت بڑا حصہ ایران میں بھی ہے۔ وہاں بھی یہ دہشت گردی ہونی چاہیے لیکن وہاں نہیں ہے۔ یعنی یہ سارا کھیل ادھر ہی ہے اور اس کا واحد مقصد پاکستان اور سی پیک کو ٹارگٹ کرنا ہے اور بہت منظم انداز میں یہ سب ہو رہا ہے۔ دہشت گردوں کی ٹریننگ بھی زیادہ لگتی ہے اور ان کے پاس جدید قسم کے ہتھیار ہیں جو رات کے اندھیرے میں بھی آپریٹ کر سکتے ہیں اس کے لیے بڑی مہارت چاہیے ہوتی ہے۔ اس لیے یہ زیادہ خطرناک لہر ثابت ہو سکتی ہے۔

سوال: کہا جاتا ہے کہ مقامی سہولت کاروں کی معاونت کے بغیر کسی ملک میں دہشت گردی ممکن نہیں ہو سکتی۔ پاکستان میں حالیہ دہشت گردی میں سہولت کار کون ہو سکتا ہے؟

جنرل (ر) امجد شعیب: تین لوگ ہیں جو باہر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان تینوں نے علیحدہ علیحدہ اپنی تنظیمیں بنائی ہوئی تھیں اور اب انہوں نے اتحاد کر لیا ہے۔ ان میں ایک جاوید مینگل ہے۔ دوسرا بگٹی قبیلے سے براہمداغ بگٹی ہے جو سوئزرلینڈ میں بیٹھا ہے۔ تیسرا ہر جار مری ہے جو انگلینڈ میں بیٹھا ہے۔ اب یہ لوگ جو باہر زندگی گزار رہے ہیں ان کے لیے تو ایک دن گزارنا بھی مشکل ہے جب تک باہر کی ایجنسیاں ان کو پیسے نہ دیں اور ان کو اتنا پیسہ چاہیے جو وہ آگے بھی دے سکیں۔ ان کے لیے اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہوتا کہ قبیلے کے لوگوں کو اس کام پہ لگا دیں باقی انڈین ایجنٹس وغیرہ سنبھال لیتے ہیں۔ پاک ایران بارڈر کے علاقے ان کو دستیاب ہوتے ہیں وہاں ان کی ٹریننگ ہوتی ہے۔ بھارت کی ایران میں بڑی پہنچ ہے وہاں کی چاہ بہار بندرگاہ بھارت چلا رہا ہے۔ پھر ہمیں فنڈنگ وغیرہ کا پتا ہے پہلے افغانستان سے ہوتی تھی، اب یورپ کے تین چار سفارت خانے ہیں جہاں یہ فنڈنگ ہوتی ہے۔

سوال: پاکستان میں دہشت گردی کی روک تھام کے لیے ضرب عضب یا رد الفساد جیسا آپریشن ناگزیر ہو چکا ہے؟

جنرل (ر) امجد شعیب: بلوچستان میں لگتا ہے کہ ہمیں اتنا بڑا نہ سہی لیکن بہرصورت کوئی منظم آپریشن کرنا پڑے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس کے لیے حالات موافق ہیں یا نہیں۔ ایسا تو نہیں کہ اس کے رزلٹ ہمیں اچھے نہ

ملیں۔ یہ حکومت کو چاہیے کہ سکیورٹی اداروں کے ساتھ مل کر ایک آپریشن کیا جائے تاکہ ان علاقوں کی صفائی کی جا سکے۔ 1973ء میں بھی یہ مسئلہ سامنے آیا تھا اور اس وقت بھی اسی طرح فارن فنڈنگ ہو رہی تھی اور اس میں بھارت اور سوویت یونین ملوث تھے۔ اس وقت بھی آپریشن کے ذریعے کنٹرول کیا گیا۔

سوال: کیا پاکستان میں دہشت گردی کی حالیہ لہر کا تعلق افغانستان سے جڑتا ہے؟

عظمت ممتاز ثاقب: اگر ہم خطے کی بدلتی ہوئی صورت حال کو دیکھیں تو بہت گہرا تعلق ہے کیونکہ انڈیا اور امریکہ طالبان کے آنے کے بعد بھی اپنا اثر ورسوخ کسی نہ کسی حد تک جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ ایک طرف امریکہ کا ایران، افغانستان اور پاکستان کی حکومتوں پر اثر بہت کم ہو گیا ہے دوسری طرف امریکہ کی ''چائنہ گھیراؤ'' پالیسی کا تقاضا ہے کہ امریکہ اور بھارت اپنے تمام وسائل اس کو ناکام بنانے میں لگانے دیں۔ نتیجتاً داعش، ٹی ٹی پی، بلوچ قوم پرست جماعتوں کو اسلحہ، پیسہ اور انٹیلی جنس معلومات بھرپور طریقے سے فراہم کی جا رہی ہیں اور بلوچ قوم پرستوں کو بین الاقوامی فورم دیے جا رہے ہیں۔ انڈیا نے اپنے یہ عزائم کھلم کھلا بیان بھی کر دیے ہیں جس کی وجہ سے تینوں ہمسایہ ممالک کی کوششوں کے برعکس باجوڑ سے لے کر گوادر تک دہشت گرد کارروائیاں نئے مقصد کے لیے مزید بڑھ گئی ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان کے دشمنوں نے یہ دیکھ لیا ہے کہ اس ملک کو جنگی میدان میں پچھاڑنا بہت مشکل ہے خاص طور پر چین کی مدد کے دوران ناممکن ہے۔ چنانچہ اب انہوں نے ففتھ جنریشن وار اور دہشت گردی کا بھرپور سہارا لیا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کو معاشی طور پر کمزور رکھا جائے اور دوسری طرف دہشت گردی کے ذریعے سی پیک اور دوسرے ممالک کی سرمایہ کاری کو روکا جائے۔ دشمن طاقتیں پاکستان اور چین دونوں کو نقصان پہنچانا چاہتی ہیں کیونکہ پاکستان، چین، روس اور ایران کا اتحاد بنتا ہوا نظر آ رہا ہے اور اس اتحاد کو نقصان پہنچانے کے لیے یہ دہشت گردی کروائی جا رہی ہے۔ علاقائی دہشت گردی سے پنجہ آزمائی کے لیے ہمارے فوجی اور غیر فوجی پالیسی سازوں کو چند حقائق مدنظر رکھنے چاہئیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ میڈیا اور قومی مفکرین ایک طرز فکر اور پرسپشن دیتے ہیں لیکن زمینی حقائق ان سے مختلف ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ سوچ کہ کابل میں طالبان کے آنے سے سرحدی دہشت گردی ختم ہو جائے گی۔ زمینی حقائق یہ بتاتے ہیں کہ نہ ہمارے شمالی علاقے اور نہ بلوچ علاقے پچھلے اسی نوے سالوں سے پُرامن رہے۔ انگریزوں کے دور میں بھی پشتون قوم پرست اور بلوچ قوم پرست حکومتوں سے حالت جنگ میں رہے۔ باجوڑ سے لے کر وزیرستان تک سرحد کے دونوں طرف چاہے ستر کی دہائی کا سردار داؤد کا زمانہ ہو یا افغان کمیونسٹوں کا یا طالبان کا یہ علاقے کبھی مجاہدین کے زیر کنٹرول رہے نہ طالبان کے۔ یعنی افغان جنگجو گروپ آزاد جنگجو گروپ تھے اور مجاہدین کے ساتھ جنگی الحاق کرتے رہے۔ پچھلے چند سالوں میں داعش نے خراسان اور کنڑ میں پوری کوشش کی کہ طالبان کو نکال کر اپنا کنٹرول سنبھال لیں۔ اب اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جیسے پچھلے 20 سالوں میں پاکستان افغان طالبان اور امریکی رسہ کشی میں تذبذب کا شکار تھا وہی حالت اب افغان طالبان کی پاکستان اور ٹی ٹی پی کی رسہ کشی کے معاملے میں ہے۔

سوال: بلوچستان میں دہشت گردی کے واقعات کا ہماری سیاسی اور عسکری قیادت کے فیصلوں سے کس حد تک تعلق ہے اور کیا یہ وہاں کے عوام کا اپنی محرومیوں پر ردعمل تو نہیں ہے؟

عظمت ممتاز ثاقب: مختصراً عرض ہے کہ مسلسل محرومیاں انتہا پسند رویوں کو جنم دیتی ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ یہ محرومیوں اس علاقے کی گزشتہ سو سالہ تاریخ کا حصہ ہیں یا قیام پاکستان کے بعد پالیسیوں کی وجہ سے ہیں؟ تاریخی طور پر دیکھا جائے تو قلات کے خان ایران کے زیر اثر خود مختار بھی رہے اور مغلوں کے دور میں خود مختار بھی رہے پھر انیسویں اور بیسویں صدی میں انگریز حکومت کے زیر تسلط آ گئے۔ وہاں ایک سیاسی ایجنٹ ہوتا تھا جو سیاسی انتظامی علاقائی سربراہ ہوتا تھا اس کے زیر انتظام قلات، مکران، لسبیلہ، فاران ایک سٹیٹ کی طرح داخلی خود مختاری میں ہوتے تھے۔ تاریخ میں قلات ڈیرہ غازی خان سے لے کر بندر عباس تک رہا ہے۔ خان آف قلات انگریز کے دور میں بھی زیادہ سے زیادہ علاقائی خود مختاری کے لیے کوشش کرتے رہے۔ پھر بلوچ ریاستوں نے 1947ء میں پاکستان سے الحاق کر لیا لیکن خان آف قلات 1948ء میں پاکستان کے ساتھ شامل ہوا۔ اس کے باوجود پہلی سرکشی ان کے بھائی نے کی۔ پھر دوسری سرکشی ایوب خان کے ون یونٹ کے خلاف 1949ء میں ہوئی۔ تیسری سرکشی 1960ء سے 1969ء تک سوئی گیس کی رائلٹی کے حوالے سے کی گئی اور 1969ء میں امن کا معاہدہ ہو گیا لیکن اس کے باوجود چوتھی سرکشی 1970ء کی دہائی میں ہوئی جب پسماندگی، معاشی عدم استحکام کو ایشو بنایا گیا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے 1973ء سے 1977ء تک ملٹری آپریشن کر کے اس تحریک کو دبا دیا۔ پانچویں سرکشی 2005ء میں شروع ہوئی، اسی سال بگٹی قبائل نے مسلح سرکشی شروع کی اور 2006ء میں نواب اکبر بگٹی کو غار میں مار دیا گیا۔ پھر 2017ء میں یہ سرکشی نیم مسلح انداز سے جاری رہی۔ یعنی یہ سرکشی شروع سے چلی آ رہی ہے۔ اس کی سرخیل بلوچ لبریشن آرمی ہے لیکن اس میں اور بھی تین چار قوم پرست جماعتیں شامل ہیں۔ 2021ء میں وہاں دہشت گردی کے 81 واقعات ہوئے جن میں 136 افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ 2022ء کے پہلے ماہ میں ہی تین حملے ہو چکے ہیں جن میں 14 سکیورٹی اہلکار شہید ہو گئے۔ قوم پرستانہ دہشت گردی کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ ان واقعات کی ذمہ داری سیاسی وعسکری قیادت کے علاوہ بلوچ سرداروں پر بھی آتی ہے۔ بلوچیوں کی ان محرومیوں کا فائدہ قوم پرست جماعتیں تو اٹھا رہی ہیں جبکہ حقیقت میں بلوچ عوام کی اکثریت نے کبھی ان کا ساتھ نہیں دیا اور وہ دل وجان سے پاکستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں ورنہ اگر ساتھ دیتے تو بنگلہ دیش والا حال ہوتا۔

سوال: دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے پاکستان کی بقاء وسلامتی اور خوشحال کا انحصار کس حقیقی فارمولے میں ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بحیثیت مجموعی اپنی اصلاح کی ضرورت ہے۔ یقیناً ہمیں مادی ترقی کی بھی ضرورت ہے اگر اس کی طرف توجہ نہیں دیں گے تو پیچھے رہ جائیں گے اور نہ دین اسلام نے ہمیں مادی ترقی سے روکا ہے۔ مسلمان کی جدوجہد کی تین جہتیں ہیں۔ ایک یہ ہے کہ وہ اپنی ذات کے لیے جدوجہد کرے۔ دوسری یہ کہ وہ اپنے ملک اور قوم کے لیے جدوجہد کرے، تیسری یہ کہ وہ اپنی روحانی اور دینی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے اللہ اور رسول ﷺ سے تعلق کے حوالے سے جدوجہد کرے۔ پاکستان کا معاملہ یہ ہے کہ یہاں دنیا اور دین آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔

پاکستان نظریہ اسلام کی بنیاد پر قائم ہوا۔ اگر پاکستان اس نظریہ پر عمل پیرا ہوتا ہے تو اس کی مادی ترقی بھی ناگزیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی جدوجہد کو ناکام نہیں کرتا۔ جہاں تک ذاتی جدوجہد کا تعلق ہے تو پاکستان میں عوام نے ذاتی جدوجہد بہت کی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج لوگوں کے پاس بڑی بڑی کاریں ہیں، بزنس ہیں۔ یعنی ہم نے ذاتی سطح پر کوشش کی تو اللہ نے ہمیں ذاتی سطح پر انعام دے دیا۔ جن ملکوں نے ملک وقوم کو مدنظر رکھ کر جدوجہد کی انہوں نے قومی سطح پر ترقی کی۔ اس حوالے سے امریکہ اور یورپ کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ لیکن تکلیف دہ بات یہ ہے کہ ہم جس نظریہ اسلام کی بنیاد پر ایک ملک حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے تھے اس حوالے سے ہماری جدوجہد صفر ہے۔ اگر ایک دو فیصد جدوجہد کسی نے کی ہے تو اس کی کیا حیثیت ہے؟ حالانکہ ہماری دینی وروحانی کوششوں نے ہمیں مادی فوائد بھی دینے تھے۔ اگر پاکستان صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بن جائے تو لوگوں کو دینی واُخروی فائدہ تو لازماً ہوگا کیونکہ آپ اللہ اور رسول ﷺ کا دیا ہوا مشن کو پورا کرتے ہیں تو آپ کی آخرت سنورے گی لیکن کافی حد تک اس بات کی بھی گارنٹی ہے کہ آپ کی دنیا بھی ترقی کرے گی۔ اس لیے کہ پاکستان جدید دور کا واحد ملک ہے جو دین کے نام پر قائم ہوا جب ہم اس طرف کوشش کریں گے تو یہاں استحکام پیدا ہوگا۔ مثال کے طور پر اسلامی فلاحی ریاست سود ختم کر دیتی ہے اور انوسٹمنٹ اور دوسرے اسلامی ذرائع سے کاروبار کرنے کے لیے ترغیب وتشویق دلاتی ہے تو کھربوں کا فائدہ ہوگا۔ جو اس سود کی لعنت میں پھنسے ہوئے ہیں وہ اس سے نکل آئیں گے۔ اگر ریاست اس سود کی لعنت ختم کرتی ہے تو ایک شہری کے لیے اس سے بچنا کتنا آسان ہوگا۔ لہٰذا پاکستان نے اگر دنیوی طور پر بھی ترقی کرنی ہے تو اس کو اپنا رجحان دین کی طرف کرنا چاہیے۔ تب ہم آخرت میں بھی کامیاب ہوں گے اور دنیا میں بھی بہتری آئے گی، ہم دشمنوں کا مقابلہ کرسکیں گے، ہماری سلامتی کی ضمانت بھی مل جائے گی، ہمارے ملک میں امن وامان قائم ہوگا۔ یہی ہماری ترقی کا اصل فارمولا ہے۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(27 جنوری تا یکم فروری 2022ء)

جمعرات (27 جنوری) کو مرکزی اسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (28 جنوری) کو جامع مسجد شادمان میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

ہفتہ (29 جنوری) کو طے شدہ پروگرام کے مطابق پشاور کے لیے روانگی ہوئی۔ علم فاؤنڈیشن کے نصاب قرآن حکیم کے حوالہ سے پشاور ماڈل سکول کے مینجنگ ڈائریکٹر اسد سیٹھی صاحب سے ملاقات کی۔ پھر حلیم ٹاور نشتر آباد میں ضلع پشاور کے سکولوں کے سربراہان سے نصاب قرآن حکیم کے حوالے سے خطاب کیا۔ رات امیر حلقہ کے ہاں قیام کیا۔

اتوار (30 جنوری) کو صبح 9:30 بجے تا نماز ظہر حلقہ خیبر پختونخوا کے رفقاء کے اجتماع میں رفقاء سے بالمشافہ ملاقات، تعارف اور سوال و جواب کا سیشن ہوا۔ بعدازاں ''ایمان و انفاق (سورۃ الحدید آیات 7 تا 11)'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ پھر نئے رفقاء سے بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا۔ 02:00 بجے حلقہ کے ذمہ داران سے تعارف، گفتگو اور سوال و جواب کا اہتمام کیا گیا۔ بعد نماز عصر میجر (ر) فتح محمد صاحب سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کے لیے جانا ہوا۔ بعد نماز مغرب ہشت نگری مسجد میں ''نفاذ اسلام اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر ایک عوامی اجتماع سے خطاب کیا۔ نماز عشاء مولانا الطاف الرحمٰن بنوی صاحب کی مسجد میں ادا کی۔ بعد میں مولانا سے گھنٹہ/سوا گھنٹہ تک ملاقات کی جس میں تنظیمی پیش رفت اور امور کا ذکر بھی ہوا۔ رات کو عبدالناصر صافی کے ہاں قیام رہا۔

سوموار (31 جنوری) کو مقامی تنظیم پشاور غربی کے قائم مقام امیر اور دیگر ذمہ داران سے ملاقات کی۔ اس موقع پر چند تاجر، بینکار اور دیگر حضرات بھی موجود تھے، جن سے تفصیلی گفتگو ہوئی۔ وہاں سے فراغت کے بعد ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن ہال میں وکلاء سے ''پاکستان میں اسلامی نفاذ میں وکلاء کا کردار'' کے موضوع پر خطاب فرمایا اور انہیں قرآن وسنت کی بالادستی کے لیے کوشش کرنے کی ترغیب دلائی۔ آخر میں سوال وجواب کی نشست بھی ہوئی۔ پھر خیبر پختونخوا کے ڈائریکٹر ایجوکیشن سے ملاقات کی جس میں نصاب قرآن حکیم کے حوالے سے گفتگو ہوئی۔ بعدازاں لاہور واپسی ہوئی۔

منگل (یکم فروری) کو دارالاسلام مرکز میں صبح 9:00 بجے تا نماز ظہر خصوصی مشاورتی اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر شعبہ نظامت کے حوالے سے نائب امیر کے ہمراہ ناظم اعلیٰ اور نائب ناظم اعلیٰ سے ملاقات ہوئی۔ رات کو بعد نماز عشاء مرکزی اسرہ اور مرکزی انجمن کے کچھ ذمہ داران کے ساتھ مرکزی ناظم نشرواشاعت محترم ایوب بیگ مرزا کے گھر پر کھانے میں شرکت کی۔

نائب امیر صاحب سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل رابطہ رہا۔

حضرت اُمِّ ورقہ بنتِ عبداللہ رضی اللہ عنہا (54)

فرید اللہ مروت

اُمِ ورقہ بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا قبیلہ انصار کی ایک صحابیہ تھیں۔ حضور اکرم ﷺ ان پر بہت مہربان تھے اور کبھی کبھی ان کے گھر بھی تشریف لے جاتے تھے۔ آپ ﷺ نے آپؓ کی زندگی میں آپؓ کو شہادت کی بشارت دی اور ان کو شہیدہ کے لقب سے سرفراز فرمایا۔

نام ونسب:

نام معلوم نہیں، اُمِ ورقہ کنیت تھی۔ باپ کا نام عبداللہ تھا اور جدِ اعلیٰ کا نوفل۔ چنانچہ لوگ انہیں اُمِ ورقہ بنتِ عبداللہ رضی اللہ عنہا اور اُمّ ورقہ بنتِ نوفل دونوں طرح پکارتے تھے۔ حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاِصابہ'' میں ان کا سلسلۂ نسب اس طرح لکھا ہے: اُمِ ورقہ بنتِ عبداللہ رضی اللہ عنہا بن حارث بن عویمر بن نوفل۔

اسلام:

ہجرتِ نبوی کے بعد شرفِ اسلام اور حضور ﷺ کی بیعت سے بہرہ ور ہوئیں۔ اس کے بعد انہوں نے بڑے ذوق وشوق سے حضور ﷺ سے قرآن کی تعلیم حاصل کی۔ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ انہوں نے پورا قرآن مجید حفظ کرلیا تھا۔

شہادت کی تمنا:

غزوۂ بدر کی تیاری ہونے لگی تو انہوں نے حضور ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے بھی اس غزوہ میں اپنے ہمراہ لے چلیے، میں زخمیوں کی خدمت اور مریضوں کی دیکھ بھال کروں گی، شاید اللہ تعالیٰ مجھے راہِ حق میں شہید ہونے کی سعادت بخشے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''تم گھر ہی میں رہو، اللہ تعالیٰ تمہیں یہیں شہادت نصیب کرے گا۔'' انہوں نے حضور ﷺ کے ارشاد کی تکمیل کی اور غزوہ پر جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا گھر میں بیٹھ کر مجاہدین کی کامیابی کے لیے دعائیں مانگنے لگیں۔ ام ورقہ رضی اللہ عنہا مسلمانوں کی کامیابی پر بڑی خوش ہوئیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

ذوقِ تلاوت:

آپ رضی اللہ عنہا قرآنِ پاک کی حافظہ اور بہترین قاریہ تھیں۔ آپؓ رات کے وقت گھر میں تلاوت کیا کرتی تھیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب رات کو گشت کرتے تو آپؓ کی تلاوتِ قرآن سماعت فرماتے تھے۔ سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا اکثر وبیشتر اوقات ذکر الٰہی میں مصروف رہتیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ قرآن کے احکامات پر غور وفکر کرنے والی اور ان پر عمل پیرا ہونے والی خاتون تھیں۔

ذوقِ عبادت:

عبادت سے بڑا شغف تھا۔ انہوں نے اپنے مکان کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا جہاں اور عورتیں بھی آکر نماز پڑھتی تھیں۔ ان کا شمار اپنے دور کی عالم فاضل خواتین میں ہوتا تھا۔ وہ اپنے دین اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بڑی مخلص تھیں۔ وہ اچھے اقوال وافعال کی دلدادہ اور تمام حالات میں ہر قسم کے شر سے نفرت کرنے والی خاتون تھیں۔

کثرتِ تلاوت اور کثرتِ عبادت نے سیدہ اُمِ ورقہ رضی اللہ عنہا کے دل کو چمکا دیا اور اسے رحمت، شفقت اور ہمدردی کا گہوارہ بنا دیا۔ وہ یہ خوبیاں ان مہاجر وانصار خواتین میں تقسیم کرتیں جو ان کے گھر تشریف لاتیں اور علمی مجالس میں شریک ہوتیں۔

آؤ شہیدہ کے گھر چلیں:

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اُسدُ الغابہ میں بیان کیا ہے کہ سرورِ عالم ﷺ ان پر بے حد شفیق تھے۔ کبھی کبھی بعض صحابہ کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: ''آؤ شہیدہ کے گھر چلیں''۔

یہ سن کر سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کا دل خوش ہو جاتا اور اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھنے لگتیں۔

شہادت

حافظ ابنِ حجرؒ کا بیان ہے کہ حضرت اُمّ ورقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ایک غلام اور ایک لونڈی سے وعدہ کیا کہ ''میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو''۔ ان بدبختوں نے جلد آزاد ہونے کے لیے ایک رات کو چادر سے اس نیک سیرت اور بلند کردار خاتون کا گلا گھونٹ دیا اور دونوں فرار ہو گئے۔ یہ کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ ایک دیانت دار، پرہیزگار، تمام لوگوں کے ساتھ خیر خواہی کے ساتھ پیش آنے والی، روزے دار، عبادت گزار، شب زندہ دار، قرآن مجید کی حافظہ، شفیق اور رحم دل کو اپنے بدبخت غلام اور کنیز کے گھناؤنے جرم کا نشانہ بننا پڑے گا۔ جن کے ساتھ وہ ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آئی۔

السموئل نامی شاعر کہتا ہے:

اِذَا الْمَرْءُ لَمْ یَدْنَسْ مِنَ اللُّؤْمِ عِرْضُهٗ
فَکُلُّ رِدَاءٍ یَرْتَدِیْهِ جَمِیْلُ

''جب انسان کی عزت کو کمینگی داغ دار نہ کرے تو وہ جو چادر بھی زیب تن کرے گا، خوبصورت لگے گی۔''

متنبی شاعر نے کہا ہے:

اِذَا اَنْتَ اَکْرَمْتَ الْکَرِیْمَ مَلَکْتَهٗ
وَاِذَا اَنْتَ اَکْرَمْتَ اللَّئِیْمَ تَمَرَّدَا

''جب تم کسی شریف انسان کی عزت کرو گے تو تم اسے گرویدہ کرلو گے اور جب تم کسی کمینے انسان کی عزت کرو گے تو وہ اور زیادہ سرکش ہو جائے گا۔''

صبح کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ آج خالہ اُمِ ورقہ رضی اللہ عنہا کے قرآن پڑھنے کی آواز نہیں آئی، معلوم نہیں ان کا کیا حال ہے؟ اس کے بعد حضرت اُمِ ورقہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے، دیکھا کہ مکان کے ایک گوشہ میں چادر میں لپٹی بے جان پڑی ہیں۔ سخت غمزدہ ہوئے اور فرمایا ''اللہ کے رسول ﷺ سچ فرمایا کرتے تھے کہ شہیدہ کے گھر چلو'' اس کے بعد منبر پر تشریف لے گئے اور یہ خبر بیان کی۔

ملزمان کی گرفتاری اور سزائے موت:

امیر المؤمنین نے غلام اور لونڈی دونوں کو گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ وہ گرفتار ہو کر آئے اور امیر المؤمنین کے حکم کے مطابق انہیں اس بھیانک جرم کی پاداش میں سولی پر لٹکا دیا گیا۔ اہلِ سیر نے لکھا ہے کہ یہ دونوں وہ پہلے مجرم تھے جن کو مدینہ منورہ میں سولی دی گئی۔

ابن سعدؒ کا بیان ہے کہ حضرت اُمِ ورقہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے کچھ حدیثیں بھی روایت کی ہیں لیکن کسی دوسری کتاب میں ان کی روایتِ حدیث کا ذکر نہیں آیا۔

❀❀❀

جرأتِ کردار

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

مجموعی طور پر امت چھوٹے چھوٹے خانوں میں منقسم اپنی اپنی ڈفلی، اپنا اپنا راگ کی کیفیت میں ہے۔ پنبہ کجا کجا نہم! 5 فروری آیا، آنے جانے میں دو دن پاکستان کے طول وعرض میں کچھ ہلچل رہی جس سے بھارت کے کان پر جوں رینگنے کا اثر بھی کبھی نہ ہوا۔ نہ صرف کشمیر بلکہ بھارت بھر میں ہر جگہ مسلمانوں کو ظلم وستم اور کچل دیے جانے کا سامان ہے۔ ہندوؤں کو سر پر بٹھانے والے عرب ممالک اپنے اثر ورسوخ کو مسلمان بھائیوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے رتی برابر بھی حصہ ڈالنے کو تیار نہیں۔ خود ہماری اپنی شہ رگ کشمیر کے لیے دونوں اطراف کی فضاؤں میں ایک واضح فرق دیکھا جا سکتا ہے۔ کشمیری ہم سے اپنا رشتہ کلمہ لاالٰہ الااللہ کے حوالے سے جتاتے ہیں۔ ہم نظریے کی بنیاد پر ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ اسی نام پر ان کے ہاں پاکستان، جہاد فی سبیل اللہ اور شہادت اصل بنیاد ہے۔

ادھر پاکستان، 5 فروری ثقافت کے رنگوں میں رنگ کر ڈرامے، ٹیبلو، موسیقی کے ساتھ مناتا ہے۔ ہماری جوان خوبصورت لڑکیاں چھانٹ چھانٹ کر اسٹیج پر ثقافتی حلیے، زیور، رنگینی کی چھب دکھاتیں، بال پھیلائے بلا دوپٹہ میک اپ سے آلودہ صورتیں لیے اخبار میں دیکھ لیجیے۔ کیپشن: ''لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی کی یکجہتی کشمیر تقریب میں طالبات نے کشمیری ڈریس پہن رکھے ہیں۔'' مسکراتی کھلکھلاتی یہ اعلیٰ تعلیمی ادارے کی پڑھی لکھی لڑکیاں کیا نہیں جانتیں کہ کشمیر کس حال میں ہے؟ یکجہتی کا اظہار کیسا ہو؟ پیلٹ گنوں سے ہمارے بچوں کی زائل بینائی، قید وبند کی لامنتہا صعوبتیں۔ لاپتگی کے خوفناک سانحے، آئے روز شہادتیں روتی کرلاتی تصاویر! ہم ہر سال دو تین مرتبہ سڑکوں پر بینر آویزاں کرنے کا زبانی جمع خرچ کرتے ہیں اور بھول جاتے ہیں۔ کشمیر ڈے بھی اخبارات میں رنگ برنگی تصاویر، کشمیری ثقافت اور بیانات کے ساتھ منانے کا نام ہے۔ فتح کشمیر کے لیے سری نگر ہائی وے کا نام ہی کافی ہے! ایک وقت تھا کہ کشمیر کے نام پر چہرہ درد وغم سے تپ اٹھا کرتا تھا۔ ولولے، چھین کر آزادی دلانے کو نعرہ زن ہوا کرتے تھے۔ گزشتہ بیس سالوں نے ہمیں بے حسی کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینک دیا۔ اب کشمیریوں کا پرسانِ حال کوئی نہیں۔ ہوا کیا؟

رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جو آنکھ ہی سے نہ ٹپکے تو وہ لہو کیا ہے!

اب ہمارے لہو کی قلفی جم چکی ہے۔ ہم نے نائن الیون کے بعد صرف افغان بھائیوں کی سرزمین اور لہو کا سودا نہ کیا تھا، جھونگے میں کشمیر بھی بھارت کو تھما کر صرف امریکا کی خوشنودی اور ڈالروں کی سوداگری کی تھی۔ ایک ہی پر موقوف کیا، پوری امت مرچکی۔ کوئی کسی کا پرسان حال نہیں۔ بوسنیا اور یوکرین کے مسلمانوں کے سر پر تلوار لٹک رہی ہے۔ یمن پر امریکا بھرپور جنگ مسلط کر کے پھر اسے مسلمانوں کے حوالے کر کے ایک طرف ہو گیا۔ شام پر کون سی قیامت امریکا روس یورپ نے بشار الاسد کو تقویت دیتے نہ توڑی۔ اس کا تذکرہ بھی شہ سرخیوں میں نہیں۔ فلسطین کے تو مقدر ہی میں خونچکاں شرارے بھر رکھے ہیں۔ رجب، شب معراج یاد دلاتا گزر جائے گا، امت کے اپنے جھمیلے ہی بہت ہیں۔ اسرائیلی عزائم بد سے بدترین ہوئے چلے جا رہے ہیں۔ ہمارے نوجوان؟ پی ایس ایل میں مٹکنے لٹکنے سے فرصت نہیں۔ اب بھی لاہور میں پی ایس ایل سے قبل کابینہ کی منظوری سے بھرپور ناچ گانے کا اہتمام تیار تھا۔ جسے سیکورٹی اور کورونا خدشات پر (خوفِ خدا نہیں!) منسوخ کرنا پڑا! ع ''مردہ ہے مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس'' کی تشخیص اقبال پہلے ہی کر چکے۔

نوجوان نسل کے بگاڑ پر نصابی حملے کچھ کم تو نہیں۔ نصابوں کے ساتھ حکومتوں کے کھلواڑ دیدنی ہیں۔ سیکولر لبرل مٹھی بھر دانشوروں کے شور شرابے پر جو تازہ ترین کتر بیونت کر کے یکساں قومی نصاب کا حلیہ بگاڑا گیا ہے، اس نے چھوٹی جماعتوں میں قومی شناخت مٹا کر رکھ دی ہے۔ اقبال اور قائداعظم پڑھانے تک کو تو گوارا نہیں کیا جا رہا۔ یہ شاہکار ہے لمز سے لا کر ہمارے بچوں کی فکری آبیاری کا سامان کرنے والی ڈاکٹر مریم چغتائی کا، جنہیں قومی نصاب میں بانیان کے تذکرے غیر ضروری محسوس ہوئے! 15 مشاہیر اسلام جو بچوں کی کتب میں (فاتحین اور مسلم سائنس دان) موجود تھے، انہیں بھی کتابوں سے نکال باہر کیا۔ مطالعۂ پاکستان میں تحریک پاکستان کا حوالہ اسلامی بنیادوں کی بجائے ثقافتی حوالہ بنا دیا گیا۔ نسلوں کو بے دین، سیکولر بنانے کی چوکھی ہے جو بگاڑ کا مکمل سامان لے آ رہی ہے۔

انسانی تاریخ کا ایک عظیم معجزہ ہے جو ہم سے ملحقہ سرحد پار 20 سال کے اندر برپا ہوا دیکھا۔ پوری دنیا کو دو انگلیوں کے درمیان سوشل میڈیا پر رکھنے والا آج کا مسلمان بالعموم اور نوجوان بالخصوص دم سادھے کیوں ہے؟ کیا اس نے پوری دنیا کی سائنس، ٹیکنالوجی اور سیکولرازم کو چکنا چور ہوتے افغانستان میں نہیں دیکھا؟ اسلام کی عظمت وشوکت کا لہلاتا پرچم ہمارے نوجوان کا سرمایۂ فخر کیوں نہ بنا؟ اتنے دم بخود کر دینے والے معرکے پر امریکا یورپ کی سانس رک گئی مگر ہمارے جوں کے توں کچھ نام نہاد اسکالر، موٹی ویشنل اسپیکر اس سے نظریں چراتے، منہ پھیر کر گزر جاتے ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ نوجوان نسل کو اسلام کے نام پر اکٹھا کر کے پڑھانے کے نام پر جو کچھ جاری ہے اس کی ایک کلپ موصول ہوئی۔ اس میں چار لڑکے تقریباً عمریں 14 تا 16 سال مساجد، خطبۂ جمعہ اور خطیب صاحبان پر گوہر افشانی فرما رہے ہیں۔ دکھایا یہ جا رہا ہے کہ ہم ''یوتھ'' (نوجوانوں) کے سوالوں کے جواب نہیں دے پا رہے، اس لیے وہ اسلام سے، مساجد سے بھاگتے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ لڑکے بکنگھم پیلس یا وائٹ ہاؤس میں پیدا نہیں ہوئے۔ پاکستان ہی کے چھوٹے بڑے شہروں قصبوں کی خاک پھانک کر پلے بڑھے ہیں۔ ان کے کانوں میں اذان بھی دی گئی۔ مسلمان والدین، ننھیال ددھیال رکھتے ہیں۔ یکا یک منہ ٹیڑھے کر کے فرنگی لہجے میں کیا فرما رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔ ایک سرچڑھا کہتا ہے: میری یہ 'جنرل آبزرویشن' ہے کہ فرائیڈے کے خطبے جو اردو میں ہوتے ہیں اس میں ایک ہی بات ہو رہی ہوتی ہے۔ نماز پر ہوگی، زکوٰۃ پر اگلی مرتبہ ہو جائے گی۔ بیچ ہی میں دوسرا لڑکا قہقہہ بار بولتا ہے: 313 مسلمان، جنگِ بدر، معراج کا واقعہ، بہت دفعہ سن لیا ہم نے۔ (313 پر سبھی ہنسے۔) حضرت جبرائیل، پروفیٹ کا دن، لگاتار 365 دن یہی سب کچھ مولوی وہی بتائے جا رہا ہے۔ ایک نے حوالہ دیا ڈاکٹر اسرار احمد اور ذاکر نائیک کا، تو یہ دریدہ دہن ان پر بھی چڑھ دوڑا۔

'یوتھ' کے نام پر انہیں بچے قرار دے کر کیا یوں مسلماتِ دین پر ہرزہ سرائی کو کھلا چھوڑا جاسکتا ہے؟ یہ گھاگ زبان دراز مزید بہت کو حوصلہ دیں گے، جو جی میں آئے کہہ گزرنے کا۔ جس کی فزکس کمزور ہوتی ہے وہ کالی اسکرینوں پر بیٹھ کر نیوٹن آئن اسٹائن کے لتے نہیں لیتا، جا کر کسی ڈاکٹر پرویز ہود بھائی سے فزکس پڑھتا ہے۔ جس کا ایمان، اسلام کا فہم کمزور ہوتا ہے وہ اپنی جہالت کا کھلا اظہار اپنی جاہلانہ وڈیوز اپ لوڈ کر کے یہ نہیں کہتا کہ دنیا میں کوئی اسلام پڑھانے والا ہی موجود نہیں۔ (ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے!) یہ بے چارگی یا 'یوتھ' کی کس مپرسی یا بڑوں کی نااہلی خدانخواستہ نہیں ہے۔ انہوں نے اسلام پڑھا ہے پرویز ہود بھائی سے، اور فزکس، الیکٹرونکس پڑھ لی ہے طالبان سے۔ امریکی ہوائی بیڑے کے جہاز اور مایہ ناز ہیلی کاپٹر افغانستان کے طول وعرض میں طالبان کے ہاتھ گراؤنڈ ہو گئے! ایک وڈیو میں امریکی جہاز کے دو پروں پر دو طالب کھڑے ہیں، جس کے نیچے کیپشن لگی ہے: ''دو ونگ کمانڈرز!'' سو اب یہ بے چارے بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں۔

313 کا بدری حوالہ بھی تو کابل کا ہے، البدر الثانی کا! تاہم یہ ضرور ہے کہ یوتھ کے نام پر ضرر رساں ہرزہ سرا رویوں کو برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ سنجیدگی سے علماء سے بیٹھ کر قرآن، اسلام، تاریخ حدیث پڑھیے۔ علم سیکھنے کے لیے عجز درکار ہوتا ہے۔ ناز اور تکبر سے اینٹھ کر تو دنیاوی علم ہاتھ نہیں آتا، کجا کہ کاتب وحی فرشتوں کے ہاتھوں کا لکھا، جبرائیل امینؑ کے مبارک واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر اترا رب کائنات کا آخری پیغام! جس کی قدر وقیمت پر حبشہ کی (عظیم) سیاہ فام باندی سیدہ ام ایمن ؓ کے بہتے آنسوؤں کی مبارک لڑیاں گواہ ہیں کہ: ''نبی کریم ﷺ پردہ فرما گئے، اب زمین وآسمان کے مابین رابطہ (بصورت وحی الٰہی) منقطع ہو گیا!''

اے ناسمجھ نادان لڑکے! اپنی لاعلمی اور کج فہمی پر توبہ کرو، کسی صاحب علم، عالم دین کے آگے عجز سے جا کر قرآن پڑھو۔

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جراتِ کردار!

جراتِ کردار اسلامی شعائر پر چڑھ دوڑنے کا نام نہیں، کفر کی طاقتوں کو سرنگوں کرنے کا ہے، صورتِ حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت خالد بن ولید ؓ!

❋❋❋

غصہ پی جانے کی عظمت اور غصہ کے نقصانات

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

انسان اخلاقی اور عملی کمزوریوں کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے اسوہ حسنہ سے ان کمزوریوں اور ناپسندیدہ اعمال کو واضح کر دیا ہے۔ انسان کا امتحان ہے کہ وہ کہاں تک ان طبعی کمزوریوں پر قابو پا کر زندگی گزارتا ہے۔ جو انسان عقل مندی سے کام لیتا ہے وہ آخرت کی جواب دہی کے خوف سے بُری باتوں اور ناپسندیدہ عادات سے باز رہتا ہے۔ اس کے برعکس برائیاں کمانے والے آخرت کی زندگی میں سزا پائیں گے۔

قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خوبیوں اور برائیوں سے آگاہ کر دیا ہے۔ جو اس تعلیم سے فائدہ نہیں اٹھاتا وہ اپنی بدعملی کا کوئی عذر نہیں پیش کر سکے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسی کسی برائی سے بچنے کا حکم نہیں دیا جس سے بچنا انسان کے لیے ممکن نہ ہو۔ اخلاقی برائیوں کی ایک لمبی فہرست ہے۔ مثلاً حسد، بغض، نفرت، بدخواہی، کینہ، بے انصافی، ظلم وزیادتی، جھوٹ، غیبت، بہتان، فحش کلامی، بے صبری، تکبر، وغیرہ ان برائیوں میں ایک برائی غصہ ہے جو برے نتائج کا باعث ہوتی ہے۔ جب کوئی انسان اپنے مزاج یا اپنی مرضی کے خلاف کوئی کام دیکھتا ہے تو اس کی طبیعت میں اُس کے خلاف اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ یہی غصہ ہے۔ اگر کوئی شخص ایسے موقع پر ضبط سے کام لے تو وہ نتائج بد سے بچ سکتا ہے۔ مگر عام طور پر ایسا ہوتا نہیں بلکہ بندہ فوری طور پر اپنا ردعمل ظاہر کر بیٹھتا ہے اور اکثر اوقات بعد میں پچھتاتا ہے اور اس کا پچھتانا اُس کے لیے حسرت کا باعث بن جاتا ہے۔

کسی شخص نے نبی کریم ﷺ سے نصیحت چاہی تو آپؐ نے فرمایا غصہ نہ کیا کر۔ اس نے عرض کی کوئی اور نصیحت۔ آپؐ نے فرمایا غصہ نہ کیا کر۔ سائل نے اپنا سوال دہرایا تو بھی آپؐ نے لاتغضب ہی فرمایا یعنی غصہ چھوڑ دو۔ رسول اللہ ﷺ کے نصائح تو بے شمار ہیں مگر اس شخص کو بار بار آپؐ نے غصہ چھوڑ دینے کی تلقین کی کیونکہ غصہ برائیوں کی جڑ ہے۔ غصے کی حالت میں انسان آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ وہ حواس گم کر بیٹھتا ہے۔ اپنی زبان سے وہ ایسے الفاظ بول دیتا ہے جن پر خود پچھتاتا ہے اور وہ الفاظ واپس لینا چاہتا ہے مگر ایسا ممکن نہیں ہوتا اُسے اپنے نامناسب الفاظ یا نامناسب عمل کے وہ نتائج بھگتا پڑتے ہیں جن کو وہ بھول رہا ہوتا ہے۔ جس سے وہ اکثر اپنا نقصان کر بیٹھتا ہے۔

ایک شخص نے نئی گاڑی خریدی۔ گاڑی گھر کے دروازے کے سامنے کھڑی تھی۔ اندر سے اس کا معصوم بچہ باہر نکلا اُس کے ہاتھ میں چابی تھی اُس نے چابی کے ساتھ نئی گاڑی پر لکیریں لگا دیں۔ جب باپ نے دیکھا کہ نئی گاڑی داغ دار ہو گئی ہے، اُسے غصہ آ گیا وہ یہ نقصان برداشت نہ کر سکا اور معصوم بچے کو دھکا دے دیا۔ بچہ نیچے گرا اُس کا بازو ٹوٹ گیا۔ بازو کا وہ نقصان ہوا کہ زندگی بھر کے لیے بچہ معذور ہو گیا۔ باپ کو اپنے طیش کا نتیجہ بھگتنا پڑا۔ اگر وہ غصے میں آ کر بیٹے کو دھکا نہ دیتا بلکہ گاڑی کا معمولی سا نقصان برداشت کر لیتا، اسے پیار سے سمجھاتا یا زیادہ سے زیادہ معمولی سی ڈانٹ ڈپٹ کر لیتا تو بڑے نقصان سے بچ جاتا۔ چونکہ غصہ فوری اشتعال کا نام ہے اس لیے اس پر قابو پانا مشکل ہے اور اکثر لوگ ضبط کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلوان وہ نہیں جو مدمقابل کو گرا دے بلکہ پہلوان تو وہ ہے جو اپنے غصے پر قابو پالے۔

کمزوروں پر غصہ زیادہ آتا ہے اس لیے کہ ان کی طرف سے ردعمل کا ڈر نہیں ہوتا اسی لیے افسر ماتحتوں پر غصہ نکالتے ہیں اور صاحب خانہ نوکر کو برا بھلا کہنے سے

نہیں چوکتا۔ وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور نوکر کو ادنیٰ تصور کرتا ہے۔ حالانکہ وہ بھی انسان ہے مرد کو گھرانے کا سربراہ بنایا گیا ہے۔ اس کے پاس اختیار ہوتا ہے اور بڑائی کے زعم میں وہ اپنی عورت پر زیادتی کرتا ہے جس سے گھر کا ماحول خراب ہوتا ہے۔ اسی لیے نکاح کے وقت مرد کو مخاطب کر کے بار بار تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے تاکہ وہ اپنے اختیار کو استعمال کرنے میں نامناسب رویہ اختیار نہ کرے۔ عورت نے اُس کے گھر کو سنبھالا ہوتا ہے اور وہ ہر طرح کی خدمات فراہم کرتی ہے اس کے بچوں کی پرورش کرتی ہے۔ یہی عورت اگر کوئی غلطی کرتی ہے تو شوہر غصے میں آکر بدزبانی پر اتر آتا ہے۔ کبھی کبھی تو معمولی سی غلطی پر طلاق کا لفظ بھی کہہ گزرتا ہے۔ مگر جلدی ہی پچھتاتا ہے اور کسی مفتی کے پاس جاتا ہے تاکہ طلاق موثر نہ ہو۔ مگر مفتی بتاتا ہے کہ اب تو طلاق ہو چکی اور وہ عورت تمہاری بیوی نہیں رہی۔ اس وقت سوائے پچھتانے کے اُسے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ غصے کا اثر اب اسے زندگی بھر کی پریشانی کی صورت میں برداشت کرنا پڑتا ہے۔ مرد سمجھتا ہے میں بیوی کا مجازی خدا ہوں مگر وہ بھول جاتا ہے کہ خدا تو بندوں کو معاف کر دیتا ہے کیا وہ بھی ایسا کرتا ہے۔

ایک غریب آدمی محنت مزدوری کرتا ہے، مشکل سے اپنے بال بچوں کے لیے کھانے کا بندوبست کرتا ہے۔ اس کا دل چاہا کہ کسی دن گوشت پکائے۔ اس نے کئی ماہ کی معمولی بچت سے ایک دن گوشت خریدا اور بیوی کو پکانے کو کہا اور خود مزدوری کرنے چلا گیا۔ دل میں خوش تھا کہ آج گھر جاؤں گا تو اچھا کھانا ملے گا۔ شام کو وہ گھر آیا تو اس کی بیوی نے اسے کھانا دیا جب وہ کھانا کھانے لگا تو سالن میں نمک اس قدر زیادہ تھا کہ وہ ایک لقمہ بھی نہ کھا سکا۔ اُسے اپنی عورت پر غصہ آیا۔ اس نے ردعمل کے طور پر بیوی کو اس غلطی پر سزا دینا چاہی مگر جلد ہی اس کے دل میں خیال آیا کہ غلطی تو کسی سے بھی ہو سکتی ہے۔ اگر میری بیٹی سے اس طرح کی غلطی ہو جاتی تو میں چاہتا کہ اُسے معاف کر دیا جائے چنانچہ اس نے اپنی بیوی کی غلطی معاف کر دی۔ وہ بندہ فوت ہو گیا تو بستی کے کسی نیک اور پارسا آدمی کو خواب میں ملا۔ اس نیک آدمی نے اس سے پوچھا تمہارا کیا حال ہوا۔ وہ کہنے لگا میرا حساب لیا جانے لگا تو اللہ تعالیٰ نے ایک ایک کر کے میرے گناہ بتائے اور پوچھا تم نے یہ گناہ کیے۔ میں ہاں کہتا رہا اور دل میں ڈر رہا تھا کہ اب میرا بچاؤ ممکن نہیں۔ میرے سارے گناہ گنوانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہیں یاد ہے کہ تمہیں اپنی عورت کی ایک غلطی پر سخت غصہ آیا تھا۔ مگر تم نے اُسے معاف کر دیا۔ اے بندے تم نے میری بندی کی غلطی معاف کر دی۔ جاؤ میں تمہیں معاف کرتا ہوں کیونکہ میرے پاس بے انتہا معافی ہے۔

یہاں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایک ہی غلطی پر اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے اور اس کو معافی مل گئی۔

حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایسے واقعات بتائے ہیں جن میں ایک نیکی پر کسی بندے کے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے اور اس کو جنت نصیب ہو گئی۔ ایک برے کردار کی عورت کو پیاس نے ستایا۔ اسے کنواں نظر آیا اس نے کنویں سے اپنی پیاس بجھائی اس نے دیکھا کہ پاس ہی ایک کتے کا بچہ پیاس سے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے۔ اس عورت کو اس جانور پر ترس آیا اُس نے اپنی جوتی کا ڈول بنایا اور کنویں سے پانی نکال کر اس کتے کے بچے کو پانی پلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس عمل سے اُس عورت کی بخشش کر دی۔ اسی طرح اس شخص کو بھی بخش دیا۔ جس نے اس درخت کی ٹہنی کاٹ دی جو راستے کے اوپر گری پڑی تھی اور گزرنے والوں کے لیے تکلیف کا باعث تھی۔ ہر ذی روح اللہ تعالیٰ کے کنبے کا فرد ہے اور اسے ہر فرد سے پیار ہے۔ لہٰذا اس کی مخلوق کے ساتھ بھلائی کو وہ بڑی اہمیت دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر ناراض ہوتا ہے جو دوسروں کے لیے دکھ، اذیت اور ظلم کا باعث بنتے ہیں۔ یہ بات حقوق العباد کی اہمیت سمجھنے کے لیے راہنمائی فراہم کرتی ہے۔

بیوی کے نامناسب رویے سے ہر شوہر کو پالا پڑتا ہے۔ کسی بڑے سے بڑے شخص کو بھی اس سے استثنا نہیں کیونکہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ لہٰذا اس کے ٹیڑھ پن کو حکمت اور خوف خدا کے تحت برداشت کرنا ہی سمجھداری ہے۔ عورت کو بھی یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنے شوہر کی قوامیت کو تسلیم کرے اور برابری کا دعویٰ نہ کرے۔ اور اس کی جائز اور حلال کمائی میں خوشی سے گزارہ کرے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی کثرت کو دوزخ میں دیکھا کہ وہ اپنے شوہر کی ناشکری کرتی رہیں۔ اس عورت کو آپؐ نے جنت کی بشارت دی ہے جس کا شوہر اُس کے رویے سے خوش رہا ہو۔

❁❁❁

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ — دعائے مغفرت

☆ حلقہ بہاولنگر کے ملتزم رفیق شیر خان وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0341-8241726

☆ حلقہ کراچی شمالی، گلشن معمار کے مبتدی رفیق عبدالقیوم شیخ وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 021-36947219

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلزار ہجری کے رفقاء جناب اشعر صدیقی اور جناب حماد صدیقی کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0311-2662204

☆ حلقہ کراچی وسطی، شاہ فیصل کے ناظم بیت المال جناب حافظ محمد نصر اللہ کے بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0333-3002402

☆ حلقہ ملاکنڈ کے منفرد اسرہ کے نقیب شہزاد ایوب کے چچا وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0345-9808829

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے رفیق محترم حیدر زمان اور محترم منصور احمد کی دادی وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0314-5518617

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

Can Israel Stop the World from Saying 'Apartheid'? Concealing the Suffering in Palestine

On January 27, 2022, the Hebrew-language news site Walla published part of the text from a telegram sent by Amir Weissbrod—who is part of the Israeli Foreign Ministry—to Israeli embassies around the world. The telegram warned the Israeli diplomats that in the upcoming 49th regular session of the United Nations Human Rights Council (UNHRC), which is expected to begin on February 28, a report will be tabled regarding Israel's 2021 bombing of Gaza. This report will apparently use the word"apartheid" to refer to Israel's occupation of the Palestinians, according to the telegram.Weissbrod relayed Tel Aviv's instructions regarding the report prepared by a UNHRC-appointed committee to the Israeli diplomats through this telegram: "The main goal [for Israel] is to delegitimize the committee, its members and products" and "To prevent or delay further decisions."

After a four-year investigation, on February 1, 2022, Amnesty International released a 280-page report with a sharp headline, "Israel's Apartheid Against Palestinians." Amnesty "concluded that Israel has perpetrated the international wrong of apartheid, as a human rights violation and a violation of public international law wherever it imposes this system. It has assessed that almost all of Israel's civilian administration and military authorities, as well as governmental and quasigovernmental institutions, are involved in the enforcement of the system of apartheid against Palestinians across Israel and the OPT [Occupied Palestinian Territory] and against Palestinian refugees and their descendants outside the territory." Amnesty further said that these acts "amount to the crime against humanity of apartheid under both the Apartheid Convention and the Rome Statute." Israel's Foreign Minister Yair Lapid retaliated by accusing Amnesty of quoting "lies shared by terrorist organizations." As if on cue, Israel's government accused Amnesty of anti-Semitism. The Amnesty report will provide key material for the UNHRC investigation.One of the immediate issues that will be the focus of attention for the UNHRC session is Israel's Operation Guardian of the Walls against the Palestinians in Gaza in May 2021. According to a July 2021 report by Human Rights Watch (HRW), which looked at three Israeli strikes that were part of the operation "that killed 62 Palestinians," there were "no evident military targets in the vicinity." In its report, HRW used the term "war crimes" to describe attacks by "Israeli forces and Palestinian armed groups." When the firing stopped after 11 days, the UNHRC passed a resolution in late May 2021 to establish an "ongoing independent, international commission of inquiry" to investigate various crimes in the OPT, including East Jerusalem, and in Israel. Navi Pillay, the former UN high commissioner for human rights and a former South African judge, was appointed to chair the three-person commission, which also included Miloon Kothari, an Indian architect; and Chris Sidoti, an Australian human rights lawyer. The commission is expected to present its first reportto the UNHRC in June 2022.

The commission chaired by Pillay is the ninth commission established by the UNHRC to investigate Israeli actions against the Palestinians. It has a very broad mandate that includes to study violations of international humanitarian law, according to the "four Geneva Conventions of 1949," which both Israel and Palestine are party to, and to continue to investigate these crimes into the future. It is widely expected that Pillay's report will use the word "apartheid" to define Israeli policy in the OPT. This would not be the first time that a United Nations report has used this term to define Israeli actions against the Palestinians. In 2017, the UN Economic and Social Commission for Western Asia (ESCWA) released a report prepared by Richard Falk, "a former United Nations special rapporteur on the situation of human rights in the Palestinian territories occupied since 1967," and Virginia Tilley, "a researcher and professor of political science at Southern Illinois University." The report defined

Israeli policy against the Palestinians as "apartheid" as understood under international law (in his 2014 report, Falk had already used the term "apartheid"). The release of that 2017 report led to the resignation of ESCWA head Rima Khalaf, a distinguished Jordanian diplomat, after she faced "pressure from the [UN] secretary-general to withdraw the report."

In 2006, the Israeli government set up a Ministry of Strategic Affairs to essentially run a campaign against the Boycott, Divestment and Sanctions (BDS) movement. This hasbara(explaining or, more specifically, propaganda) ministry operated an information war that sought to delegitimize BDS activists and to paint anyone who supported the movement as an anti-Semite. Largely due to criticisms of its heavy-handedness, the Ministry of Strategic Affairs was shut down in July 2021 and some of its functions were shifted to the Ministry of Foreign Affairs. Amir Weissbrod's telegram from the Ministry of Foreign Affairs is essentially Hasbara 2.0.On January 23, 2022, the Israeli government set up a new project—Concert—inside the Foreign Ministry. This well-funded project will carry forward the mission of Solomon's Sling—"a Public Benefit Corporation (PBC) but controlled by government representatives,"—to burnish Israel's image around the world, particularly in the West. Concert will be the means through which the Israeli government plans to transfer millions of dollars to nongovernment organizations and media houses to ensure that the reporting about Israel is positive. "Delegitimization" of any critics of Israel is part of the agenda this project aims to achieve.

The telegram sent by Weissbrod is part and parcel of Hasbara 2.0. Weissbrod is an experienced hand, having served Israel at the United Nations in New York and as an ambassador in Jordan, besides working in various ministries in Tel Aviv. In 2011, he told Haaretz that the diplomats from most countries understand Israel's position relating to the "Palestinian Authority" "behind closed doors" but they "are not willing to state publicly what they readily say in a private meeting with Israeli representatives, which is often infuriating." What such duplicity reveals is that these foreign representatives, who agree with Israel "behind closed doors," recognize that public opinion in their countries is against Israeli policy, but these representatives know that they must not annoy the Israelis or the U.S. diplomats, who would otherwise make life difficult for their countries.

Israel recognizes that few of the countries in the UNHRC will vote against the report that is expected to brand it as an "apartheid state." It will try to do two things to prevent the report from coming out: delegitimize the commissioners, notably Pillay, and ask the United States to use its membership on the UNHRC to delay the release of the report.In March 2021, Fatou Bensouda, the prosecutor of the International Criminal Court (ICC), confirmed that her office had opened an investigation relating to "Rome Statute crimes" by Israel against the Palestinians. There are effectively four Rome Statute crimes: crime of genocide, crimes against humanity, war crimes and the crime of aggression. Each of these crimes is horrendous.What Israel fears is that a negative report in the UNHRC might provide evidence for the ICC investigation. On January 3, 2022, Israel's Foreign Minister Yair Lapid told Israeli journalists that his government fears that this year a set of international institutions will try to portray Israel as an "apartheid state." These institutions include the UNHRC, the ICC, the International Court of Justice, and the Committee on the Elimination of Racial Discrimination.

Two years ago, in June 2020, however, one of Israel's most respected human rights organizations—Yesh Din—published a report with a startling conclusion: "It is a difficult statement to make, but the conclusion of this opinion is that the crime against humanity of apartheid is being committed in the West Bank. The perpetrators are Israelis, and the victims are Palestinians." Such statements are anathema to Lapid and Weissbrod, but—according to Israeli human rights groups (including B'Tselem) and Palestinian human rights groups (including Al-Haq and Addameer) as well as Amnesty International and Human Rights Watch—are a reflection of the facts witnessed on the ground, and no amount of Hasbara 2.0 can erase these facts.

Courtesy: ***An article Vijay Prashad; published in The Globetrotter***

Vol:31 | Regd. No. C.P.L NO.114 | No. 07

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore